نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الکلمۃ الکافیۃ

فی

قراءۃ سورۃ الفاتحۃ

تالیف

مولانا حافظ قاری محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

مہتمم مدرسہ دار الحدیث پل ایک سیالکوٹ

www.KitaboSunnat.com

مجلس التبلیغ رجسٹرڈ

جامع مسجد اہلحدیث ○ پل ایک ○ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

الکلمۃ الکافیۃ

فی

قراءۃ سورۃ الفاتحۃ

تالیف

مولانا حافظ قاری محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

مہتمم مدرسہ دار الحدیث پل ایک سیالکوٹ

ناشر

مجلس التبلیغ رجسٹرڈ

جامع مسجد اہلحدیث ○ پل ایک ○ سیالکوٹ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

13646

اُن سعید رُوحوں کے نام

جو کتاب اور سُنّت کو

اپنی نجات کا واحد ذریعہ

جانتے اور مانتے ہیں

—— محمد اسمٰعیل حافظ آبادی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبلیغِ دین ایک اہم فرض

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسّلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ ـــ امّا بعد

جامع مسجد اہلحدیث پل ایک سیالکوٹ شہر میں مجلس التبلیغ کے نام سے ایک فعّال تنظیم دین کے اہم فریضہ کی انجام دہی کے لیے مصروفِ عمل ہے۔ اس تنظیم کے تحت بفضل اللہ وعونہ نہایت مثبت اور احسن انداز سے پورے ضلع میں تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔

ـــ ابتدا میں الحاج شیخ خیر دین صاحب مرحوم نے اس جماعت کی قیادت سنبھالی۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے۔

ـــ حاجی صاحب موصوف کی وفات کے بعد جناب الحاج ملک محمد بشیر صاحب سوہدروی اس جماعت کے صدر منتخب ہوئے حاجی صاحب سوہدروی موصوف متدین، مخلص اور وفا شعار ساتھی ہیں۔ اور وہ جماعتی ترقی کے لیے ہر ممکن کوشش فرماتے ہیں اللہ رب العزّت کی خصوصی عنایت ہے کہ اِس جماعت کا ایک ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرد صاحبِ عزیمت و استقلال ہے۔ فالحمد للہ۔ گو بادِ سموم یا بادِ مخالف کے تیز و تُند جھونکے آتے ہیں۔ لیکن اُن کی حیثیت اُس سیلاب کی مانند کچھ بھی نہیں جو کسی وادی کے پتھر یا چٹان سے مزاحم ہو کر خود پاش پاش ہو جاتا ہے اور چٹان کو ذرا جنبش تک نہیں ہوتی۔

متنبیؔ نے خوب کہا ہے ؎

انا صخرۃ الوادی اذا ما زُوحِمَتْ
واذا نطقت فانّنی الجوزاءُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ دارالحدیث پُل ایک کی تعمیر

مجلس التبلیغ رجسٹرڈ نے تبلیغ و وعظ و ارشاد کے ساتھ ساتھ اپنے محدود وسائل کے باوجود مدرسہ دارالحدیث کی تعمیر و ترقی اور خوبصورتی کے لیے ہزاروں روپے صرف کیے ہیں۔ اور یہ اللہ کا احسانِ عظیم ہے کہ علاقہ کی کئی مساجد کو مجلسِ ہذا کی سرپرستی حاصل ہے۔

شعبہ طبع و تالیف

مجلس ہذا کا ایک شعبہ طبع و تالیف ہے جس کو برِ صغیر کے نامور اہلِ قلم حضرت العلّام مولانا حکیم محمد صادق صاحب (مدظلہ العالی) سیالکوٹ کی سرپرستی حاصل ہے۔

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً کے بمصداق عوام الناس کے لیے مختلف عنوانات پر جامع اور معلوماتی مضامین کتابی صورت میں شائع کرنا ہماری جماعت کا عظیم الشان مشن ہے۔ اللہ پاک اس مشن کو کامرانی سے ہمکنار فرماتے۔

چنانچہ اس مقدس مشن کا آغاز راقم الحروف عاجز حقیر بے بضاعت و پُر تقصیر کی مختصر تالیف "الکلمۃ الکافیہ فی قرأۃ سورۃ الفاتحہ" سے کیا جا رہا ہے۔ یہ رسالہ پیشتر ازیں ۱۹۶۷ء میں طبع ہُوا تھا۔ خدائے رؤف و رحیم شرفِ قبولیت بخشے۔ اور احباب کرام کی محنت اور سعیٔ مسلسل کو سعی مشکور بنا دے۔ آمین

عبدہٗ حافظ محمد اسماعیل اسد
خطیب جامع مسجد اہلحدیث پُل ایک سیالکوٹ شہر
یکم جمادی الاوّل ۱۴۰۱ھ ۔ ۸/۳/۸۱
یوم الاحد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیر

حضرۃ الاستاذ شیخ الحدیث حضرۃ العلام مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مدظلہ العالی

(محشی نسائی، سلفی) لاہور،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ سورۃ فاتحہ خلف الامام میں بڑی مدلل و مفصل کتابیں تو بحمد اللہ بکثرت موجود ہیں۔ لیکن ضرورت تھی کہ ایک مختصر لیکن دلائل میں ٹھوس کتابچہ بھی تصنیف کر دیا جاتا، تاکہ اس اختصار پسند دور میں تھوڑے سے وقت میں مسئلہ کی صحیح صورت سامنے آ جاتے۔ بنابریں ہمارے فاضل دوست مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب زید مجدہ نے "الکلمۃ الکافیہ" کتاب جو "دریا بہ حباب اندر" کا مصداق ہے، تحریر فرما کر بہت عمدہ طریقے سے یہ خلا پورا کر دیا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

کتاب دعوتی انداز کی ہے ضمناً بعض دوسرے مباحث بھی احسن طریق سے آ گئے ہیں۔ ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کے علم و عمر میں برکت عنایت کرے اور توفیقِ مرضیات اور مزید تالیفات سے نوازے۔ آمین۔ یہ مفید کتابچہ زیادہ سے زیادہ حلقوں تک پہنچانا چاہیئے تاکہ ارواحِ سعیدہ اس سے فیضیاب ہوں۔ واللہ الموفق۔

راقم خاکسار، محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی

از دفتر دار الدعوۃ السلفیہ، لاہور

یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

حضرت العلام مولانا حکیم محمد صادق صاحب دامت برکاتہم

سرپرست مجلس التبلیغ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

سورۃ فاتحہ اُم القرآن ہے اور یہ سات آیات بار بار دہرائی جاتی ہیں جو سبعاً من المثانی ہیں پس اس سورۃ مبارکہ کی اہمیت کے پیشِ نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر نماز میں پڑھنا فرض قرار دیا ہے۔ اس کے ترک سے ہر نماز جس میں یہ نہ پڑھی جائے باطل ہو جاتی ہے۔ احادیثِ صحیحہ میں یہ مسئلہ دوپہر کے سورج کی طرح واضح و لائح ہے لیکن تقلیدی اذہان کی گھٹا ٹوپ تاریکی ارشاداتِ خیر الورٰی اور احادیثِ راہ نوردِ جادۂ اسریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لمعات سے محروم ہے۔

خدا جزائے خیر دے مکرم و محترم حضرت مولانا حافظ قاری حکیم محمد اسماعیل صاحب اسد سلمہ اللہ تعالیٰ کو کہ انہوں نے مسئلہ قرآت فاتحہ خلف الامام کو اتنے زبردست دلائل کے ساتھ رسالہ ہٰذا میں واضح کر دیا ہے کہ ہر انصاف پسند، متلاشیِ حق شخص کو سوائے تسلیم و قبول کے کوئی چارہ نہیں۔ دراصل یہ رسالہ مولانا موصوف نے آج سے تیرہ برس پہلے جب وہ جامع اہل حدیث احمد پورہ سیالکوٹ میں خطیب تھے۔ اپنے ایک ہمسایہ مقلد حنفی مولوی صاحب کے دعوؤں کے جواب میں تحریر فرمایا تھا جو انہوں نے عدمِ قرأت سے متعلق کیے تھے۔ فی الواقع یہ رسالہ براہین و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل کا ایک موّاج دریا ہے جو تقلیدی تنکوں کو بہا کر لے گیا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ تیرہ برس سے وہ مولوی صاحب مُہر بلب ہیں۔ نہ قلم سے حروفِ ہجا کا ایک حرف تک لکھ سکے ہیں اور نہ لکھنوی اُردو بولنے والی زبان کی "لکنت" دُور کر سکے ہیں۔ مولانا اسد صاحب نے بُرہان بدوش قلم سے سُنّتِ حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کی پُوری پُوری حمایت کی ہے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے اور مزید خدمتِ حدیث کی توفیق عطا فرمائے۔

محمّد صادق سیالکوٹی

خطیب جامع اہل حدیث

ڈپٹی باغ سیالکوٹ شہر ۸۱/۳/۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

تقدیم

(از شیخ الحدیث مولانا ابو السلام محمد صدیق صاحب مفتی اعظم سرگودھا)

اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز دینِ اسلام کا ایک بہت بڑا رکن ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قائم کرنے کی بار بار تاکید کی ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلوا کما رأیتمونی أصلی یعنی نماز کو اس طرح ادا کرو جیسا کہ تم مجھ کو پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور آنحضرتؐ کے فرمان سے ایک تو نماز کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ بھی ماننی پڑتی ہے کہ نماز وہ قبول ہو گی جو رسولؐ کی اطاعت میں ادا ہو گی۔ اور جو نماز رسولؐ کی اطاعت سے باہر رہ کر پڑھی جاتی ہے وہ مردود ہو گی ——— رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں نماز کے واجبات و سُنن کی وضاحت کی ہے وہاں آپؐ نے یہ مسئلہ بھی بیان فرمایا ہے کہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب یعنی اُس شخص کی نماز نہیں ہے جو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا تفصیل کے ساتھ یہ مسئلہ حدیث کی قریباً ہر کتاب میں موجود ہے ——— مگر ضد تعصب اور تقلید ایسے رُوحانی امراض ہیں کہ ان کا مریض خواہ وہ کتنا ہی تعلیم یافتہ ہو، حق وصداقت سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ اس مسئلہ کی وضاحت ہر زمانہ میں ہوتی چلی آئی ہے اور علمائے کرام نے تقریری اور تحریری طور پر اس مسئلہ کو بالکل منقح کر دیا ہے۔ جزاھم اللہ عنا وعن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائر المسلمین۔

دورِ جدید میں ہمارے فاضل نوجوان دوست حافظ محمد اسماعیل صاحب حافظ آبادی نے بھی یہ خدمت سرانجام دی ہے اور انہوں نے بھی اس مسئلہ پر بغرضِ خیر خواہی ایک رسالہ بعنوان "الکلمۃ الکافیۃ فی قرأۃ سُورۃ الفاتحہ" لکھا ہے۔ مَیں نے اس رسالہ کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ اگرچہ آپ نے ابتداء میں کیفیتِ نماز کے ضمن میں رفع الیدین کے مسئلہ پر بھی حدیث بیان کی ہے مگر درحقیقت یہ رسالہ قرأۃ الفاتحہ خلف الامام کے موضوع پر لکھا گیا ہے۔ آپ نے اس رسالہ میں قرآن اور سُنّت سے ثابت کیا ہے کہ سُورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ نماز خواہ جہری ہو یا سرّی، سفری ہو یا حضری، نفلی ہو یا فرضی، اور نمازی امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔

مقلّدین کی طرف سے ان دلائل پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں ان اعتراضات و شکوک کے موصوف نے باحسن طریق جوابات دیئے ہیں۔ اور مقلّدین کے دلائل کو کتاب و سُنّت، تعاملِ صحابہؓ اور اقوالِ آئمہؒ کی روشنی میں تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ثابت کیا ہے۔

الغرض یہ رسالہ مختصر ہونے کے باوجود مضمون کے لحاظ سے ایک بہت بڑی اہمیّت کا حامل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اس رسالہ کو تعصّب و ضد سے بالاتر ہو کر پڑھا جائے تو ایک حق کے متلاشی کو شمعِ راہ ہدایت کا کام دے گا۔ انشاء اللہ

آخر میں دُعا ہے اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مؤلّف کے لیے توشۂ آخرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ذریعہ نجات بنائے اور ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔
آمین۔ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ۔

مورخہ ۱۷ ۵/۱۳۸۷ھ
مطابق ۲۴ اگست ۱۹۶۷ء

ابو السلام محمد صدیق
ناظم مدرسہ دار الحدیث
ڈی بلاک سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔

****

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

پیش لفظ

اَلحمدُ للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الّذین اصطفیٰ ۔ امّا بعد :

اس وقت اہلِ اسلام جس پُرفتن اور پُرآشوب دَور سے گزر رہے ہیں ان فتنوں اور خطرات کی سرکوبی کے لیے دو چیزیں نہایت ضروری ہیں :

۔ عالمِ اسلام کا محض اخوّتِ اسلامیہ کی اساس پر اتحاد،

۔ اپنے اعمال کی اصلاح ۔

اوّل :۔ جہاں تک اتحاد و یگانگت کا تعلق ہے کسی بھی خاندان یا قوم کی وحدت کے پارہ پارہ ہونے سے ان کی شقاوت اور ہلاکت ان کا مقدر بن جاتی ہے جیسا کہ تاریخِ عالم اس کی شاہد ہے ۔ قرآنِ حکیم نے اس مسئلہ کی اہمیت اور عظمت کی وضاحت کرتے ہوئے اہلِ ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا :۔

وَاَطِیْعُوا اللہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ ۔ الآیہ پ۱۰ ۔

"یعنی اَے ایمان والو ! تم اللہ اور اس کے رسُول سیّد الاوّلین و الآخرین خاتم النبیّین حضرت محمد اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطیع و فرمانبردار ہو جاؤ ۔ جھگڑا اور اختلاف نہ کرو (ایسا کرنے سے) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب داب جاتا رہے گا ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ پر دھڑے بندی اور گروہ بندی ایسی لعنت سے بچنے کا حکم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

"تم یہود و نصاریٰ کی طرح احکاماتِ الٰہیہ کی توضیح و تبیین کے باوجود تشتّت و افتراق کی بھینٹ نہ چڑھ جاؤ، ورنہ ایسے لوگوں کے لیے بہت بڑا عذاب ہے" ؎

متذکرہ بالا آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اہلِ اسلام کے لیے گروہ در گروہ منقسم ہو جانے سے دنیا میں نہ کوئی عزت نہ آخرت میں کچھ مقام رہ جاتا ہے بلکہ سراسر ذلت و رسوائی ان کا نوشتہ ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اتحاد و اتفاق کے سلسلہ میں رہنمائی فرماتے ہوئے جس اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے وہ یہ ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ اور اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔

یعنی تمہارے اتحاد کی بنیاد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر رکھی گئی ہے اور اس میں قوم، وطن اور رنگ و نسل کی عصبیت کو قطعاً دخل نہ ہو:

(۲) **اعمال کی اصلاح** :- دوسری چیز جو اہلِ اسلام کی کامیابی اور کامرانی کی کفیل ہے وہ عمل ہے۔ اور عمل ایک ایسی چیز ہے جو عبد کو معبود کے قریب تر لانے کا ذریعہ ہے اور یہی چیز عاقبتِ محمودہ کی ضامن ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اور عمل کے لیے صالح ہونا ضروری ہے اور اعمال کے صالح ہونے کے لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت شرط ہے۔ کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

پس جو عمل پیغمبرِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کی رہنمائی میں ہو وہ صحیح اور صالح ہوگا اور جس عمل میں حضور علیہ السّلام کے ارشاداتِ گرامی اور افعال کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو، اس کا صحیح اور صالح ہونا تو درکنار خدا تعالیٰ کے ہاں اس کی پرِکاہ کے برابر بھی حیثیت و وقعت نہیں وہ عمل رائیگاں اور لاحاصل ہے ؎

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

الغرض مندرجہ بالا سطور سے واضح ہوگیا کہ مدعیانِ اسلام کی کامیابی کا راز انہی دو چیزوں (خالصتہً اخوۃ اسلامیہ کی بنیاد اور اعمالِ صالحہ) میں مضمر ہے۔

اور وہ عمل جس کو اسلام میں ستون اور بنیاد کی حیثیت حاصل ہے وہ نماز ہے جس کو لغتِ عرب میں لفظِ صلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اسلام نے نماز کے چند اہم ارکان بیان کیے ہیں جن کے بغیر نماز باطل ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اس مختصر رسالہ میں ارکان واحکامِ صلوٰۃ میں سے ایک اہم ترین رُکن کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے جس پر نماز کا دار و مدار ہے اور اس کی عدم ادائیگی سے نماز معدوم ہو جاتی ہے ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اہلِ اسلام کو کتاب وسُنّت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العلمین۔

العبد الضعیف الراجی رحمۃ ربہ العزیز
حافظ محمد اسمٰعیل عفا اللہ عنہ، حافظ آبادی
خطیب جامع مسجد اہلحدیث پُل ایک، سیالکوٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نماز

اللہ کی عبادات میں سے اہم عبادت نماز ہے جسے اسلام میں بنیادی[1] حیثیت حاصل ہے۔ اس کا ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:-

بین العبد والکفر ترك الصلوٰۃ (رواہ الجماعۃ الا البخاری والنسائی)

کفر و اسلام کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔

اس حدیثِ پاک سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ترکِ صلوٰۃ انسان کو کفر کی حدود تک پہنچا دینے کے لیے کافی ہے۔

اور ایک حدیث میں یوں آیا ہے:-

عن عبد اللہ بن شقیق العقیلی قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئاً من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوٰۃ (نیل الاوطار بحوالہ ترمذی)

حضرت عبداللہ بن شقیق العقیلی بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ تمام اعمال میں سے صرف نماز کے ترک کرنے کو کفر گردانا کرتے تھے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی بیان کیا ہے اور

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ایک نماز ہے۔ ملاحظہ ہو (مشکوٰۃ شریف)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو صحیح کہتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیث شیخین (بخاریؒ و مسلمؒ) کی شرائط پر ہے۔

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ جناب رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جمیع صحابہؓ کے دلوں میں نماز کی کتنی اہمیّت تھی۔

خلاصہ عبد و معبود کے مابین باہمی ربط کا ہونا نہایت ضروری اور لابدی امر ہے۔ اور یہ ربط صرف عبادت سے ہو سکتا ہے، اور عبادات میں سب سے اہم نماز ہے جو خدا تعالیٰ سے پوری وابستگی اور اس کے قرب کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ احادیثِ نبویّہ سے واضح ہوتا ہے کہ نماز کا اعلیٰ اور کامل ترین درجہ یہ ہے کہ جب بندہ خدا کے حضور کھڑا ہو جائے تو اُس کا خشوع و خضوع، عجز و انکسار اسے اپنے خدا سے اتنا قریب کر دے گویا کہ وہ اپنے آقا و مولا کو سامنے دیکھ رہا ہے اور اگر اتنا بلند مقام حاصل نہیں پھر کم ازکم وہ یہ سمجھے کہ یقیناً میرا آقا و مولا تو مجھے دیکھ رہا ہے۔ میری تمام حرکات و سکنات اس کی نگاہ میں ہیں اور وہ ہر ادا سے باخبر ہے۔

نماز کی کیفیّت اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی نماز ہے جو عبد و معبود کے درمیان علاقہ پیدا کر دینے کی تاثیر رکھتی ہے؟

تو اس کا جواب قرآنِ حکیم میں یُوں بیان ہُوا ہے :۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ، وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ

یعنی تمہارے لیے میرا پیغمبرؐ بہترین نمونہ ہے اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ فَاتَّبِعُوْنِی۔ (القرآن) خدا سے تعلق قائم ہو جائے تو سید الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار بن جاؤ۔

اور دوسری جگہ فرمایا :-

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ یعنی اطاعت مصطفےٰ میں اطاعت خدا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ نماز اُس وقت تک نماز نہیں جب تک اُس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کی جھلک نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :-

صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِی اُصَلِّی۔ نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

یُوں تو اس بارہ میں احادیث بہت سی ہیں لیکن خوفِ طوالت سے صرف ایک حدیث درج کی جاتی ہے۔ حضرت ابو حُمَید ساعدی رضی اللہ عنہ دس صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے۔ فرمانے لگے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا تو پھر آپ بیان فرمائیں :-

قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یُحاذی بھما منکبیہ ثم یکبّر ثم یقرء ثمّ

چنانچہ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يكبّر و يرفع يديه حتّٰى يُحاذي
بهما منكبيه ثم يركع ويضع
راحتيه على ركبتيه ثم يعتدل
فلا يصبي رأسه ولا يقنع ثم
يرفع رأسه فيقول سمع الله لمن
حمده ثم يرفع يديه حتّٰى
يحاذي بهما منكبيه ثم يقول
الله اكبر ثم يهوي الى
الارض ساجدًا فيجافي
يديه عن جنبيه ويفتح
اصابع رجليه ثم يرفع
رأسه ويثني رجله اليسرى
فيقعد عليها ثم يعتدل
حتّٰى يرجع كل عظمٍ في موضعه
معتدلًا ثم يسجد ثم يقول الله
اكبر و يرفع ويثني رجله اليسرى
فيقعد عليها ثم يعتدل حتّٰى يرجع
كل عظم الى موضعه ثم ينهض ثم

ہوتے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیتے)
پھر قراءت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہتے
ہوئے رفع الیدین کر کے رکوع کرتے
اور اپنی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر
رکھتے اور حالتِ رکوع میں آپ ایسے
انداز سے برابر ہوتے کہ نہ سر کو زیادہ
جھکاتے اور نہ اُوپر اُٹھاتے۔ اور
رکوع سے سر اُٹھاتے وقت سَمِعَ
اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر رفع الیدین
کر کے سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ پھر
اللہ اکبر کہہ کر زمین پر سجدہ کرتے ہوئے
اپنے دونوں بازو پہلوؤں سے دُور
رکھتے اور پاؤں کی اُنگلیاں کشادہ فرماتے۔
پھر سجدے سے اُٹھتے وقت اپنے
بائیں پاؤں کو منعطف کر کے اس پر
برابر بیٹھ جاتے کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ
جاتی۔ پھر آپ دوسرے سجدہ سے
فارغ ہوتے تو اسی طرح اطمینان[1] سے

[1] دوسری رکعت کیلئے اُٹھنے سے پہلے بیٹھنا مسنون ہے اس کو جلسۂ استراحت کہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يصنع فى الركعة الثانية مثل ذلك ثم اذا قام من الركعتين كبّر و رفع يديه حتىٰ يحاذى بهما منكبيه كما كبّر عند افتتاح الصلوٰة ثم يصنع ذٰلك فى بقية صلوٰته حتىٰ اذا كانت السجدة التى فيها التسليم اخّر رجله اليسرىٰ و قعد متورّكًا على شقه الايسر ثم سلّم ـ قالوا صدقت هٰكذا كان يصلّى ـ

بیٹھ کر دوسری رکعت کے لیے اٹھتے اور اسے پہلی رکعت کی طرح ادا فرماتے اور جب تیسری رکعت کے لیے اُٹھتے تو تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے (یعنی رفع الیدین کرتے) اور بقیہ نماز مذکورہ طریق کے مطابق ادا فرماتے اور آخری رکعت سے فارغ ہو کر بیٹھنے کے لیے بائیں پاؤں کو اس طرح رکھتے کہ وہ آپ کے نیچے سے دائیں جانب نکل آتا اور آپ بائیں جانب کولہے پر بیٹھتے اور تشہد سے فارغ ہو کر سلام پھیرتے ۔

(رواہ الدارمی بحوالہ مشکوٰۃ)

پس ابوحمید ساعدی سے آنحضرتؐ کی نماز کا یہ طریق سُن کر صحابہؓ کی جماعت نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا تم نے سچ کہا ہے ۔ اسی طرح آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز ادا فرماتے تھے ۔ یہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی نماز ۔ اب آپ فرمائیں جو نماز نبی اکرمؐ کے طریقہ کے خلاف ہو کیا وہ نماز ہو سکتی ہے ؟ اور ایسی نماز کا کوئی فائدہ ؟ قطعاً نہیں ؎

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا شخص جس کی زندگی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف گزری، اس کی تمام عبادات اور نمازوں میں پیغمبرِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کی جھلک تک نہ پائی گئی۔ کیا وہ محشر کے دن شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ٹھہرے گا؟ غور کیجیے کہیں ایسا نہ ہو (اور یقیناً ہوگا) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجائے سفارش کے اس کے خلاف ایزدِ متعال کے حضور بایں الفاظ "یَارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا" استغاثہ دائر فرما رہے ہوں تو وہاں کیا جواب ہوگا۔

ابھی سے سوچ سمجھ لو وگرنہ حشر کے دن
میرے سوال کا تم سے جواب ہو کہ نہ ہو

اور خوب سوچیے خلافِ پیمبر زندگی بسر کرنے کا کہیں یہ انجام نہ ہو جب میدانِ محشر میں اہلِ ایمان دستِ رحمت سے آبِ کوثر و تسنیم سے اپنی پیاس بجھا رہے ہوں تو یہ بدنصیب اس پانی سے محروم رہے اور صرف یہ محرومی ہی نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں بھی فرمائیں "سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ" دُور لے جاؤ۔ دُور جہنم کے گڑھے میں ہر اُس کو جس نے میرے بعد میرے دین اور میرے طریقے میں تغیر و تبدل پیدا کر دیا اور سُنّت کے بجائے بدعت کو رکھا۔ یاد رکھیے جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور آپ کے طریقے سے دُور ہو گیا۔ وہ دو جہاں میں خدا کی رحمت سے دُور کر دیا گیا۔

؎ جس گھڑی تیرے آستاں سے گئے
ہم نے جانا کہ دو جہاں سے گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاتحہ خلف الامام

اور نماز میں اُس کی حیثیت

سُورۃ فاتحہ نماز کا بہت بڑا رُکن ہے اور اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

چنانچہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔ خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا اور خواہ وہ نماز نفل ہو یا فرض جنازہ ہو یا نماز عیدین، جہری قرآت والی ہو یا سرّی۔ غرض کیسی بھی نماز کیوں نہ ہو، بغیر فاتحہ کے نماز ہی نہیں۔

سُورۃ فاتحہ اور نماز کی تقسیم

عن ابی ھُریرۃ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم من صلّٰی صلوٰۃ لم یقرء فیھا بامّ القرٰان فھی خداج ثلٰثًا غیر تمام فقیل لابی ھُریرۃ انا نکون وراء الامام قال اقراء بھا ف	حضرت ابُوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز خداج (باطل) ہے، خداج ہے، خداج ہے ناتمام۔ تو ابوہریرہؓ سے کہا گیا ہم امام کے پیچھے کیا کریں تو ابُوہریرہؓ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفسك فانی سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یقول قال
الله تعالیٰ قسمت الصلوٰة بینی
وبین عبدی نصفین ولعبدی
ما سأل فاذا قال الحمد لله رب
العلمین قال تم حمدنی عبدی و
اذا قال الرحمن الرحیم قال
اثنیٰ علیٰ عبدی واذا قال ملك
یوم الدین قال مجدنی عبدی و
اذا قال ایاك نعبد و ایاك
نستعین قال هذا بینی وبین
عبدی ولعبدی ما سأل فاذا
قال اهدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیهم
غیر المغضوب علیهم ولا الضالین۔
قال هذا لعبدی ولعبدی ما
سأل۔
(مسلم، نسائی و دیگر کتب احادیث)

نے کہا پڑھ فاتحہ اپنے نفس میں (آہستہ)
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا۔ آپ فرما رہے تھے۔ اللہ نے فرمایا
میں نے اپنے اور بندے کے درمیان
نماز کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔
جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب
العلمین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے
بندے نے میری حمد کی۔ اور جب بندہ
کہتا ہے الرحمن الرحیم، تو اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے میرے بندے نے ثنا کہی اور
جب بندہ کہتا ہے مالک یوم الدین تو
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے
میری بزرگی بیان کی اور جب بندہ کہتا ہے
ایاک نعبد و ایاک نستعین، تو اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے یہ میرے اور بندہ کے درمیان
آدھم آدھ ہے۔ جو کچھ میرے بندے نے
مانگا میں نے عطا کر دیا اور جب بندہ
اھدنا الصراط المستقیم سے ولا الضالین
تک کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندہ کے لیے ہے۔ جو کچھ اس نے مانگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے دے دیا۔

تشریح مندرجہ حدیث سے صاف واضح ہوتا ہے کہ فاتحہ کے بغیر قطعاً نماز نہیں ہوتی۔ خواہ نمازی اکیلا ہو، یا امام یا امام کے پیچھے کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھنے والے نے پوچھا "انا نکون وراء الامام" ہم امام کے پیچھے کیا کریں تو آپ نے فرمایا "اِقْرَأْ بِھَا فِی نَفْسِكَ" پڑھ فاتحہ آہستہ۔

فِیْ نَفْسِكَ کا معنیٰ فی نفسك کے معنی سرًّا یعنی آہستہ کے کیے جاتے ہیں۔ علامہ نوویؒ نے یہی معنیٰ لکھا ہے اور مرعاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ علامہ قاری حنفی بھی یہی لکھتے ہیں اور علامہ باجیؒ مالکی یوں رقم طراز ہیں۔

ای بتحریك اللسان بالتکلم وان لم یسمع نفسہٗ یعنی نفس میں پڑھنے کے معنی یہ ہیں کہ زبان کو حرکت دے کر پڑھے۔ اگرچہ اپنے آپ کو بھی نہ سُنائے۔

علامہ شیخ عبدالحق دہلوی حنفیؒ کا بیان علامہ شیخ عبدالحق دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تصنیف "اشعۃ اللمعات" میں "اقرأ بھا فی نفسك" کا معنیٰ بایں الفاظ فرماتے ہیں "بخواں فاتحہ راپس امام نیز اما آہستہ چنانچہ بشنوانی خود را" انتہی امام کے پیچھے بھی فاتحہ پڑھ جو صرف اپنے آپ کو سنائے (آہستہ)" (اشعۃ اللمعات ج۱ص)

قرآن پاک سے وضاحت سورۂ اعراف کے آخر میں ہے جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش ہو کر کان لگا کر سنو اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہی ذکر ہے "واذکر ربّك فی نفسك"۔ ذکر کر اپنے رب کا اپنے نفس میں" امام سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ای سِرًّا یعنی خاموش ہو کر آہستہ آہستہ اپنی زبان سے پڑھ۔قال الجمل اسمع نفسك "جمل کہتے ہیں صرف اپنے آپ کو سُنا"

ھدایہ سے وضاحت حنفیہ کی بلند پایہ کتاب ہدایہ میں ہے جب قرآن پڑھا جائے اس وقت خاموشی سے سُنا جائے۔ہاں جب خطیب یہ آیت پڑھے :-

"یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"

اَے ایمان والو! حضرت محمدؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود وسلام بھیجو تو اس وقت اپنے نفس میں درُود وسلام پڑھو۔

کفایہ حاشیہ ھدایہ میں لکھا ہے۔اپنے نفس میں پڑھنے کے معنی یہ ہیں کہ :- فیصلّی بلسانہ خفیًا۔انتہی اپنی زبان کے ساتھ آہستہ پڑھے۔

خلاصہ :-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد "اقرء بھا فی نفسك" کا معنیٰ واضح ہو گیا۔کہ امام کے پیچھے سُورۃ فاتحہ زبان سے پڑھے لیکن صرف اپنے نفس تک محدود رہے۔کسی دوسرے کو سُنائی نہ دے۔

لفظ "خداج" کے معنی اس حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز خداج ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المنجد و دیگر کتب لغت میں ذکر ہے "الخداج کل نقصان فی شیئ" یعنی لغوی لحاظ سے لفظ "خداج" ایسے ناقص کو کہتے ہیں جس کا نقص سراسر فساد و بطلان ہو۔ حضرت العلام امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جزء القراءۃ میں یوں رقمطراز ہیں:-

"قال ابو عبید اخدجت الناقۃ اذا سقطت والسقط میت لا ینتفع به - انتھی۔ امام ابو عُبَید فرماتے ہیں۔ لفظ خداج عرب لوگوں کے محاورہ اخدجت الناقۃ سے لیا گیا ہے اور عرب یہ جملہ اس وقت بولتے ہیں جب اُونٹنی وقت ولادت سے پیشتر بچے (جنین) کو گرا دے اور وہ مُردہ ہوتا ہے جس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

لہٰذا بغیر فاتحہ نماز بالکل مُردہ، بے سُود، عبث اور باطل ہے۔

علّامہ مناوی کا بیان

علّامہ مناوی شرح جامع الصغیر میں یہی محاورہ ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"فصلاتہ ذات نقصان او خدیجۃ ای ناقصۃ نقص فساد و بطلان" انتھیٰ۔

"یعنی نماز بغیر فاتحہ کے فاسد اور باطل ہے"

علّامہ عزیزی یہ چیز ذکر کرکے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"فلا تصح صلوتہ بدونھا" یعنی بغیر فاتحہ کے نماز بالکل باطل اور فاسد ہے اور قطعاً درست نہیں۔

علّامہ خطابی نے معالم السُّنن، ج ا میں، اور علّامہ ابن عبدالبر نے کتاب الاستذکار میں اور علّامہ بیہقی نے کتاب القراءۃ میں اسی طرح لکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک نکتہ مذکورہ حدیث قدسی میں ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے اور بندے کے درمیان نماز کو آدھم آدھ تقسیم کر لیا ہے اور حدیثِ پاک میں تقسیم سورۃ فاتحہ کی گئی ہے۔ معلوم ہوا سورہ فاتحہ ہی نماز ہے۔

علامہ سندھی حنفی کا ارشاد فرماتے ہیں، فاتحہ کی تقسیم کو نماز کی تقسیم قرار دینا فاتحہ کی فرضیت پر بہترین دلیل ہے،

کیونکہ:

واعتبرت الصلوٰۃ مقسومۃ باعتبارھا ولا یظھر ذالك الا عند لزوم الفاتحۃ فیھا انتھی۔ کذا ذکر فی مرعاۃ المفاتیح)

نماز کی تقسیم سورۃ فاتحہ کی تقسیم کے اعتبار سے ہے اور یہ اسی لیے ہے کہ نماز میں فاتحہ فرض و لازم ہے۔

نوٹ: مذکورہ حدیث کے ذکر کرنے اور اس پر محدثین و فقہاء کی توضیحات سے نماز میں سورۃ فاتحہ کی اہمیت واضح ہو گئی۔ خصوصاً خلف الامام کے بارہ میں بھی اس حدیث سے ایسی صراحت ہو گئی جس میں کسی بھی ذی فہم و فقاہت انسان کے لیے قطعاً شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ تاہم ایک فریق فاتحہ خلف الامام پڑھنے کے خلاف ہے لہٰذا مناسب ہے کہ طرفین کے دلائل دے کر اس مسئلہ کی وضاحت کر دی جائے تاکہ صحیح راہ معلوم کرنے میں دقت و دشواری پیش نہ آئے۔

قرآن حکیم میں ہے:

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ (پس پڑھو قرآن میں سے جہاں سے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القُرآنِ۔ آسان ہو

اِس حکم کی رُو سے ہر شخص پر مَا تَیَسَّرَ پڑھنا لازم ہے۔

اور بخاری و مُسلم میں ہے:۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسئی صلوٰۃ (وہ شخص جو صحیح طریق سے نماز ادا نہیں کرتا تھا) کو حکم دیا:۔

"ثُمَّ اقرأ بما تيسر معك من القرآن" یعنی جو تجھے قرآن پاک سے آسان ہو پڑھ۔

متذکرہ بالا قرآن پاک کی آیت اور حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم دونوں میں ماتیسّر پڑھنے کا حکم ہے۔ دیکھنا یہ ہے ما تیسّر سے کیا مُراد ہے؟ کیونکہ بعض لوگ اس سے مراد مطلق قراءۃ لیتے ہیں۔

مَا تیسّر سے مُراد

اس کی تشریح و تفسیر خود سیّد الانبیاء سرکارِ دوعالم حضرت مُحمّد اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان ہے:۔

"حضرت رفاعہ بن رافع بیان کرتے ہیں کہ جناب رسُول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسئی صلوٰۃ کو نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا:

"ثم اقرء بامّ القُران" پھر پڑھ تو سورۃ فاتحہ" (مشکوٰۃ)

اس حدیث سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ مَا تَیَسَّرَ سے مُراد سورۃ فاتحہ ہے۔

قولِ دیگر

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے بعض لوگ[1] ماتیسّر سے مطلق قراءۃ مراد لیتے ہیں جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریح و تفسیر کے ہوتے ہوئے قطعاً تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

---

[1] تمام احناف کا یہی مسلک ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ فقہاء اور علماء احناف کے مسلک کی ترجمانی میں بہت سے اہل قلم حضرات نے بے جا ورق سیاہ کیے ہیں۔ اور غلط کو صحیح ثابت کرنے کی نامشکور سعی کا ارتکاب کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ایک صاحب بایں الفاظ رقمطراز ہیں:

"قراءۃ نماز میں اس آیت فاقرءوا ما تیسر من القرآن کی وجہ سے فرض ہے اور نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ قرآن میں سے کوئی حصہ پڑھنا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے واجب ہے۔"

صحیح بخاری میں ہے (خوفِ طوالت کی وجہ سے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں)

"حضورؐ نے فرمایا نہیں ہے نماز اُس شخص کی جس نے نہیں پڑھی سُورہ فاتحہ۔"

مولانا موصوف کی اس تحریر کا منشاء خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآنِ پاک کی آیت کی رُو سے مطلق قراءۃ فرض ہے اور سُورۃ فاتحہ حضورؐ کے مذکورہ ارشاد کی وجہ سے واجب ——

فیصلہ فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو قرآن کی آیت ما تیسر کی تفسیر سُورہ فاتحہ فرماتے ہیں اور مولانا موصوف مطلق قراءۃ مراد لے رہے ہیں۔

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی ہوئی تفسیر مسلم ہو گی یا مولانا کی؟

ہر اہلِ ایمان کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر ہی قابلِ تسلیم ہو گی اور اس کے خلاف ہر بات مردود ——

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمِ حدیث سے بیگانگی

مولانا موصوف آگے مذکورہ کتاب[1] میں اپنے تبحرِ علمی کے بیش قیمت موتی کچھ یوں بکھیرتے ہیں:۔

"اور صحیح مسلم میں یہ حدیث اس طرح آئی ہے" لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بامّ القراٰن فصاعداً" نماز نہیں اُس شخص کی جس نے سورۃ فاتحہ اور کچھ زیادہ نہیں پڑھا"

یاد رہے۔ امامِ مسلم نے حضرت عبادہؓ کی جو حدیث ذکر فرمائی ہے اس کی ایک روایت میں فصاعداً کی زیادتی کا بیان ہے۔

اور مولانا موصوف یہ حدیث بیان کر کے قرأت فاتحہ خلف الامام کے عدمِ وجوب پر استدلال کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اِس حدیث سے یہ استدلال کسی بھی صاحب علم شخص کے علمی وقار کے منافی ہے اور فنِ حدیث سے بالکل بیگانگی اور بے بہرہ ہونے کا مظہر ہے۔ جیسا کہ آگے اصول و ضوابط کی روشنی میں مفصل ذکر کیا جائے گا انشاءاللہ

ے
گر ہمیں مکتب و ہمیں مُلّا
کارِ طفلاں تمام خواہد شُد

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ دآج کل کے مدارسِ احناف کی طرح) چند مہینوں میں دَورۂ حدیث مکمل کر لینے سے فنِ حدیث میں وہ مہارت اور صلاحیّتِ فکر پیدا نہیں ہو سکتی جو ایک عالمِ دین کے لیے مطلوب ہے۔ یہاں تو نبیِّ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبّت کے اٹوٹ رشتے اُستوار کر کے انواع و اقسام کے مصائب جھیلتے ہوئے برسوں ریاضتیں اور محنتیں کرنا پڑتی ہیں۔ پھر کہیں یہ گوہرِ گراں مایہ ہاتھ آتا ہے۔

---

[1] یہ کتاب "اسلام کا نظامِ اذکار" ہے جو سیالکوٹ کے ایک مقلد مولانا کی تصنیف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایں چہ بوالعجبی است بڑے تعجب کی بات ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بخاری و مسلم میں کوئی ایسی حدیث نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے۔

- **جواب نمبر ۱ :۔**

اوّل تو یہ کہ اگر کوئی مسئلہ دیگر کتبِ احادیث سے بروایتِ صحیحہ ثابت ہو تو کیا وہ ناقابلِ تسلیم و عمل ہے اور وہ بھی صرف اس لیے کہ وہ بخاری یا مسلم میں کیوں نہیں ؟

- **جواب نمبر ۲ :۔**

کیا حنفی بھائی یہ بتا سکتے ہیں کہ اصولِ حدیث یا اصولِ فقہ کی کسی کتاب میں یہ شرط ذکر ہے کہ مسئلہ وہی صحیح ہے جو بخاری اور مسلم میں ہو۔

- **جواب نمبر ۳ :۔**

کیا احناف یہ بتا سکتے ہیں کہ کتبِ فقہ (مثلاً ھدایہ، وقایہ، شامی وغیرہ جو اتنے بڑے ضخیم دفتر ہیں) کے تمام مسائل بخاری اور مسلم سے تخریج کردہ ہیں۔

جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ بلکہ کتبِ فقہ کے کثیر مسائل پیغمبرِ اسلام علیہ التحیۃ والسّلام کے فرامین و افعال کے بالکل منافی اور برعکس ہیں۔

ذرا غور کیجیے کتبِ فقہ حنفیہ کے مسائل کا بخاری و مُسلم سے مستنبط ہونا تو درکنار، بلکہ اکثر مسائل احادیثِ صریحہ صحیحہ مرفوعہ کے بالکل خلاف ہیں۔ پھر لطف کی بات یہ کہ وہ تو مانے جا سکتے ہیں کیونکہ وہ مَن بھاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اور اس کے بالکل برعکس رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث جو سراسر رحمت اور ابدی خیر و برکت سے معمور ہیں، ان کو ٹھکرانے کے لیے یہ بہانہ تراشا جاتا ہے کہ بخاری و مسلم میں نہیں لہٰذا ناقابلِ تسلیم ہے۔

یاد رکھیے گلستانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کتاب وسنت) کی پُرکیف ابدی بہاروں سے مُنہ پھیر کر بہارنما خزاں سے بچ جایئے۔ وہاں بقا نہیں سراسر ہلاکت ہے۔

ہوں جس کی بہاریں بھی ہم آغوش خزاں سے
تم اُس چمنستاں میں بقا ڈھونڈ رہے ہو

آیئے! قلوب و اذہان سے عصبیتوں کے پردے چاک کر کے بخاری و مسلم کا ملاحظہ کیجیے۔ کیا ان میں اس مسئلہ کا حل ہے؟ یقیناً ہے۔ حضور ساقیِ کوثر علیہ السلام کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے سے آپؐ کا دین تو ختم نہیں ہو گیا۔ وہ دین (اللہ کی پاک کتاب قرآنِ حمید اور آنحضرتؐ کے ارشادات و افعال) تو مامون و مصئون ہے۔ کیونکہ وہ تا ابد خدائے لم یزل کی حفاظت میں ہے۔

یوں تو رئیس الائمہ فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی علومِ دینیہ میں فقاہت و ثقاہت کی نظیر نہیں لیکن خصوصی طور پر تبویب بخاری میں اپنی مثال آپ ہیں۔ چنانچہ وہ امام و ماموم ہر ایک پر قراٗت فاتحہ کے وجوب کا باب باندھ کر حضرت عبادہؓ کی حدیث نقل کرتے ہیں:-

حدیث:-

عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ انّ رسول اللہ	یعنی جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کی بھی نماز نہیں جس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصلوٰۃ لمن   سورۂ فاتحہ نہ پڑھی۔
لم یقرء بفاتحۃ الکتاب۔ (صحیح بخاری ج ۱)

یہ حدیث پوری پوری وضاحت کرتی ہے کہ ہر شخص کے لیے ہر نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔ جب تک سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی کوئی نماز نہیں۔

تشریح:۔ قواعدِ عربیہ سے تھوڑی سی واقفیت رکھنے والے کے لیے مسئلہ بالکل واضح ہے۔

کیونکہ لَاصَلوٰۃَ کا لَا نفی جنس کے لیے ہے اور نفی جنس سے مُراد ماہیت و حقیقت کے تمام افراد کی نفی ہوتی ہے۔ لہٰذا "لَاصَلوٰۃَ" سے کسی ایک نماز کی نفی مقصود نہیں بلکہ ہر نماز کی نفی ہے۔ خواہ وہ نماز امام کی ہو یا مقتدی کی ہو فرضی ہو یا نفلی۔ جہری ہو یا سرّی۔ سفر میں ہو یا حضر میں۔ اس نحوی قاعدہ کی بناء پر فاتحہ کے بغیر کوئی بھی نماز مردہ، فاسد اور باطل ٹھہری۔

اعتراض حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ لاصلوٰۃ میں لا نفی جنس کے لیے نہیں، نفی کمال کے لیے ہے یعنی نماز تو ہو جاتی ہے لیکن کامل نہیں ہوتی۔

جواب یہ مطلب لینا قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ یہی حدیث (عبادہ بن الصامت والی) ابن خزیمہ۔ ابن حبّان اور دار قطنی وغیرہ نے بایں الفاظ ذکر کی ہے:

لَا تجزیٔ صلوٰۃ لا یقرء فیھا باُمِّ القرآن (تلخیص الحبیر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وہ نماز کفایت ہی نہیں کرتی جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔"
اِس حدیث سے واضح ہو گیا کہ لاَصَلٰوۃَ میں لاَ نفی کمال کے لیے نہیں ہے۔ اور اگر نفی کمال بھی مراد لے لی جائے تو بھی سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کامل نماز مقبول ہے نہ کہ غیر کامل۔

تشریح جس طرح لاَصَلٰوۃَ میں لاَ نفی جنس ہونے کی بناء پر نفی عموم پر دلالت کرتا ہے اسی طرح اس حدیث میں لفظ مَنْ ہے۔ یہ بھی عموم کے لیے ہوتا ہے۔ اسی لیے حکم عام (امام، مقتدی، منفرد وغیرہ) پر دلالت کرتا ہے۔

اعتراض حنفیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ لفظ مَنْ معنی عموم کے لیے نص قطعی نہیں جو مقتدی اور منفرد سب کو شامل ہو۔

جواب پیشتر اس کے کہ جواب میں باقی ائمہ کرام کے اقوال پیش کیے جائیں۔ سب سے پہلے کتبِ اصولِ فقہ کی مایۂ ناز کتاب نورالانوار کو سامنے رکھیے:

"اصلھما العموم یعنی انھما فی اصل الوضع للعموم اذ یستعملان فی الخصوص بعارض (انتھی ص۸۵)"	مَنْ اور مَا دونوں لفظ فی الحقیقت عموم کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔ ہاں بوقت پائے جانے کسی قرینہ کے مجازاً معنی خصوص میں استعمال کیے جاتے ہیں۔

نہایت افسوس کی بات ہے۔ کیا ان حضرات کی اصولِ فقہ کی اپنی کتابوں پر بھی نظر کامل نہیں ہے؟ لَھُمْ اَعْیُنٌ لاَ یُبْصِرُوْنَ بِھَا۔ کیوں نہیں یہ سب اصول وضوابط کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عمداً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی احادیث کا انکار کرتے ہیں اور اس لیے فاتحہ پڑھنے سے منع نہیں کرتے کہ لَا صَلوٰۃَ میں لَا نفی جنس کے لیے نہیں، نفی کمال کے لیے ہے یا حدیثِ پاک میں لفظ مَنْ معنی عموم میں نصِ قطعی نہیں بلکہ یہ صرف اس لیے کہ اپنا مسلک ہاتھ سے نہ جائے۔ سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حدیث جاتی ہے تو جائے۔

غور و فکر کا دامن تھامیے۔ طرح طرح کے رکیک حیلے بہانوں سے رحمتِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ٹھکرا کر کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور علیہ السّلام کی معیّت و مجاورت کھو بیٹھیں اور "فَلَا وَرَبِّكَ" کے تحت نتیجتہً ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور دو جہان کی عزّت و آبرو بھی خاک میں مل جاتے۔

؎ عزّت ہے محبّت کی قائم اے قیس حجابِ محمل سے
محمل جو گیا عزت بھی گئی، غیرت بھی گئی، لیلےٰ بھی گئی

ائمہ کرام کے اقوال

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث کی عمومیت پر اصولِ فقہ کی کتاب نورالانوار کی تائید میں ائمہ کرام کے اقوال زرّیں دیکھیے:۔

حافظ ابن عبد البرؒ کا ارشاد

علّامہ ابن عبد البرّ تحریر فرماتے ہیں:

فهذا اذا حديث عبادة على عمومه فى الامام والماموم لانه لم يخص اماما من ماموم	"پس حضرت عبادہ بن صامت والی روایت اپنے عموم کی بنا پر امام و مقتدی ہر ایک کو شامل ہے کیونکہ اس میں امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا منفرد۔ انتہی (کتاب التمہید شرح موطا) — ومقتدی اور منفرد میں سے کسی کی خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں۔ ۱۲ منہ

علامہ کرمانی کا ارشاد

علامہ کرمانی شرح بخاری میں یُوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"وفی حدیث (ای حدیث عبادۃ) دلیل علی ان قرأۃ الفاتحۃ واجبۃ علی الامام والمنفرد والماموم فی الصلوٰۃ کلھا۔ انتہی"

"یعنی حضرت عبادہؓ کی حدیث اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ امام، منفرد اور مقتدی ہر ایک پر فاتحہ کا پڑھنا ہر نماز میں واجب ہے۔

علامہ قسطلانی کا ارشاد

علامہ قسطلانی بخاری کی شرح میں اسی حدیث کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ای فی کل رکعۃٍ منفرداً واماماً وماموماً سواء اسر الامام او جھر (انتہی)

یعنی علامہ قسطلانی فاتحہ کی فرضیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فاتحہ پڑھنا ہر نماز کی ہر رکعت میں فرض و واجب ہے اور ہر نمازی پر خواہ اکیلا ہو یا امام یا مقتدی۔

علامہ عینی حنفی کا بیان

علامہ عینی حنفیؒ عمدۃ القاری، جلد ۳ میں لکھتے ہیں:۔

"استدل بھذا الحدیث (ای حدیث عبادۃ) عبد اللہ بن المبارک والاوزاعی ومالک والشافعی

علامہ عینی حنفی، آٹھ آئمہ عظام کا نام لے کر فرماتے ہیں:۔ امام ابن مبارک (شاگرد رشید حضرت امام ابوحنیفہؒ) اور امام اوزاعی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحمد واسحٰق وابو ثور وداؤد علیٰ وجوب قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام فی جمیع الصلوٰۃ۔ (انتہیٰ)

امام مالکؒ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحٰق، امام ابو ثور اور امام داؤد۔ یہ تمام ائمہ حضرات عبادہؓ کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے تمام نمازوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

خلاصہ مندرجہ بالا ائمہ دین کے فیصلے، قواعد نحویہ اور کتب اصول فقہ کی روشنی میں خصوصاً علامہ عینی حنفی کی اس تحریر سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرت عبادہ بن صامت کی یہ حدیث اس امر پر بیّن دلیل ہے کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا، امام، مقتدی اور منفرد پر ہر نماز میں فرض ہے۔ فتدبر (بخاری)

احناف کے دلائل

اب آیئے اس حدیث کی طرف جو مولانا موصوف[1] نے بحوالہ صحیح مسلم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عبادہ بن صامت کی مذکورہ روایت میں فصاعداً کا لفظ بھی ذکر ہے۔

حنفیہ کا اعتراض اس حدیث کا لفظ فصاعداً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حکم منفرد کے لیے ہے نہ کہ مقتدی کے لیے، اور مقتدی کے لیے یہ حکم ماننے کی صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ وہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے ساتھ کچھ زیادہ پڑھے اس کے بغیر اس کی نماز نہیں۔

جواب نمبر ۱ :- یہ ثابت ہو چکا ہے کہ فصاعداً کا لفظ صرف معمر کی روایت میں ہے جو شاذ ہے۔ کیونکہ سفیان کی روایت و دیگر رواۃ کی بخاری، مسلم، نسائی

[1] مصنف "اسلام کا نظامِ اذکار"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ اور دار قطنی وغیرہ میں موجود ہے۔ لیکن فصاعداً کی زیادتی ذکر نہیں۔

امام بخاریؒ کی تصریح حضرۃ الامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فصاعداً کی زیادتی کا ذکر کرتے ہوئے اس کو معمر کی طرف منسوب کیا ہے اور فرماتے ہیں، اکثر ثقہ راویوں سے یہ روایت مروی ہے۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی اس زیادتی میں معمر کی متابعت نہیں کی۔ (جزء القراءۃ بخاری)

جواب نمبر۲:۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ خود اس حدیث کے راوی حضرت عبادہؓ بن صامت امام کے پیچھے سوائے فاتحہ کے کچھ نہ پڑھتے تھے۔

جواب نمبر۳:۔ ملاحظہ ہو عرف الشذی مصنفہ مولانا انور شاہ حنفیؒ۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں:۔

"زعم الاحناف مراد الحدیث وجوب الفاتحۃ مع ضمّ السورۃ لکنّہ یخالف اللغۃ فان ارباب اللغۃ متفقون علی ما بعد الفاء غیر ضروری وصرّح بہ سیبویہ فی باب الاضافۃ۔ (انتہی) (عرف الشذی ص۱۵۰)

علامہ مرحوم فرماتے ہیں، فصاعداً کی زیادتی سے حنفیہ فاتحہ کے ساتھ زیادہ کچھ سورہ پڑھنا مراد لیتے ہیں۔ لیکن یہ قواعد عربیہ کے خلاف ہے اور غلط ہے کیونکہ اربابِ لغت (علمائے صرف و نحو) اس بات پر متفق ہیں کہ فا کا مابعد غیر ضروری ہوتا ہے، اور اس کو امام سیبویہ نے باب الاضافہ میں واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ۱۲ منہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ کی قواعدِ لُغت سے ناواقفی

جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں علّامہ انور شاہ فصاعداً کا لفظ ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ اربابِ لُغت اِس بات پر متفق ہیں کہ "فا" کا مابعد غیر ضروری ہے مگر تعجُّب ہے کہ احناف کے بعض عُلماء یہ رٹ لگائے چلے جاتے ہیں کہ "فا" کا مابعد اسی طرح ضروری ہے جس طرح سُورۃ فاتحہ ضروری ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ قواعدِ لغت سے بھی ناواقف ہیں۔

قانون

عربی لُغت میں فصاعداً کا لفظ کسی چیز کی کم سے کم مقدار بتانے کے لیے مستعمل ہوتا ہے جس پر حکم مترتب ہو اور صاحبِ "عَرف الشذی" علّامہ مرحوم کی وضاحت کے مطابق اربابِ لُغت "فا" کے مابعد کو اس حکم میں لانا غیر ضروری قرار دیتے ہیں جیسا کہ حدیثِ پاک میں اس کی واضح دلیل موجود ہے۔

دلیل

قال ھو نظیر قولہٖ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم تقطع الید فی ربع دینارٍ فصاعدا (انتھٰی) (جزء القراءۃ للبخاری) یعنی اَنَّ قولَہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لبیان ادنیٰ ما یترتّب علیہ الحکم۔

(ترجمہ) دینار کے چوتھے حصّے پس زیادہ کی چوری میں چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا۔ یعنی امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کو پیش فرما کر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث میں فصاعداً کا لفظ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کہ چوری کا ادنیٰ درجہ جس پر چور کے لیے قطعِ ید کا حکم عائد ہوتا ہے وہ ربع دینار ہے۔ معلوم ہُوا قطعِ ید کے لیے چوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ادنیٰ درجہ ربع دینار شرط ہے۔ زیادہ شرط نہیں۔ اب اگر کوئی شخص ربع دینار چوری کا مرتکب ہو یا اس کے ساتھ زائد کا بھی مرتکب ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ کیونکہ کم از کم ربع دینار تک کی چوری قطعِ ید کے لیے شرط ہے۔

وکذٰلک قراءۃ الفاتحۃ ادنیٰ ما تجزئ بہ الصلوٰۃ۔

یعنی حدیث "لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعداً" سے غایت درجہ وضاحت ہو گئی کہ صحتِ نماز کے لیے قرآت کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا شرط ہے اور ما زاد علی الفاتحہ شرط نہیں۔

شیخ عبدالحق دہلوی حنفی کا بیان

ملاحظہ ہو:۔ اشعۃ اللمعات، علامہ صاحب مرحوم ۔ لفظ "فصاعداً" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

یعنی فاتحہ البتہ مے باید خواند و مقتصر بر فاتحہ ہم نیست و اگر چیزے زیادہ کند نیز درست است۔ (انتہیٰ) (اشعۃ اللمعات)

یعنی "فصاعداً" کا مطلب یہ ہے کہ (صحتِ نماز کے لیے) فاتحہ ضروری اور شرط ہے۔ ہاں زیادہ پڑھنے سے نماز ہو جائے گی۔

لہ آگے عنقریب وہ احادیث بیان کی جائیں گی جن سے مذکورہ نحوی قاعدہ کی تائید ہوتی ہے۔ ان میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ سے زیادہ قراءت کرنے سے منع فرما دیا۔ لہٰذا ما زاد کا عدمِ لزوم و عدمِ شرط ظاہر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا بیان

جناب علامہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص فلسفیانہ انداز سے نماز کے ارکان بیان کرتے ہوئے فاتحہ کی رکنیت و شرطیت بایں الفاظ بیان فرماتے ہیں :-

"وما ذکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ الرکنیۃ کقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب۔ (حجۃ اللہ) ج۲

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث "لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب" میں سورۂ فاتحہ کو رکنیت کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ لہٰذا یہ نماز کے لیے رکن، فرض اور شرط کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور سورۂ فاتحہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ نے بھی ارکانِ نماز شمار کرتے ہوئے "غنیۃ الطالبین"، صفحہ ۹ پر لکھا ہے :-

"وقراۃ الفاتحۃ"

"یعنی سورہ فاتحہ کا پڑھنا نماز کا ایک اہم رکن ہے۔

اور آگے صفحہ ۱۱ پر یوں تحریر فرماتے ہیں :-

ان ترک رکناً عامداً او ساھیاً بطلت۔

یعنی کسی رکن کو سہواً یا عمداً چھوڑنے سے نماز باطل ہو جائے گی۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمحۂ فکریہ احناف کے لیے تفکّر کا مقام ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور شاہ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے بیانات اور جیّد علمائے احناف کی تحریریں احادیثِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ساتھ دے رہی ہیں۔ افسوس! کہ یہ لوگ کیوں ان کتابوں سے غافل ہیں؟ شاید غافل نہیں لیکن پیارے پیغمبرؐ کے افعال و فرامین کے مقابلہ میں اپنا بنایا ہُوا مسلک چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔

ہماری دعوت ذاتی اغراض اور مفاد پرستی سے بالا ہو کر ہماری دعوت قطعاً یہ ہے کہ آؤ تعصّب کی پٹّی اُتار کر اغیار کو چھوڑتے ہُوئے حبیبِ کبریاؐ سے رشتہ و ناطہ جوڑو محض قرآن و سُنّت کو اپنا نصب العین اور لائحہ عمل بناؤ اور اپنی ہر ادا کو سید العالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اداؤں کے سانچہ میں ڈھال لو۔ وگرنہ

؎ تیری ہر ادا میں بل ہے تیری ہر نگہ میں اُلجھن
میری آرزو میں لیکن کوئی پیچ ہے نہ خم ہے

عدمِ قرأۃ فاتحہ خلف الامام

اَحناف کی دلیل حنفیہ کی طرف سے مؤطّا، ابوداؤد اور دیگر کُتبِ حدیث کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے۔ جیسا کہ فاضل مصنّف نے بھی اپنی کتاب "اسلام کا نظامِ اذکار" میں اس کا ذکر کیا ہے۔

عن ابی ھُریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انصرف من صلوٰۃ جھر فیھا بالقرأۃ

(ترجمہ) ابُوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک جہری نماز سے فارغ ہوتے تو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقال هل قرء معي احد منكم آنفاً فقال رجل نعم يا رسول الله قال اني اقول مالي انازع القرآن قال فانتهى الناس عن القراءة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما جهر فيه النبي صلى الله عليه وسلم بالقراءة من الصلوٰة حين سمعوا ذلك من رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه ابو داؤد

ابھی ابھی کسی نے میرے ساتھ قراءت کی ہے ؟ ایک صحابی نے عرض کی جی ہاں یا رسولؐ اللہ، تو حضورؐ نے فرمایا اسی لیے تو میں کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ قراءت کرنے میں چھینا جھپٹی کیوں ہو رہی ہے۔ پس آپ کے اس ارشاد کے بعد اُن نمازوں میں جن میں آپؐ جہر سے قرأت فرماتے لوگ آپ کے ساتھ قراءت کرنے سے رُک گئے۔ (ابوداؤد)

نوٹ :- احناف اس حدیث کو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں اور ان کے لیے خوشی و مسرّت کا پیغام صرف فانتهى الناس عن القراءة کے جملہ میں مضمر ہے کیونکہ اسی جملہ کا معنی یہ ہے کہ "لوگ آپ کے ساتھ جہری نمازوں میں قرأت کرنے سے رُک گئے"

تنقید کئی وجوہ کی بنا پر اس حدیثِ پاک سے احناف کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔ پوری حدیث اور "فانتهى الناس عن القراءة" کا جملہ خود اس بات کی غمازی کرتے ہیں۔ بشرطیکہ بنظرِ عمیق اس کا مطالعہ کیا جائے۔

کوئی سخن شناس نہیں، ورنہ دردِ دل
اپنی نظر نظر سے بیاں کر رہا ہوں میں

13646

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ (۱) کیا حنفیہ یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ صرف جہری قرأت کی نمازوں میں امام کے پیچھے نہ پڑھنے کے قائل ہیں؟ قطعاً نہیں، یقیناً اور حتماً احناف کا مسلک یہ ہے کہ نماز خواہ سرّی ہو یا جہری امام کے پیچھے قرأت نہیں کر سکتے۔

پس بالفرض حدیث مذکور سے اگر قرأۃ خلف الامام کی ہی نفی لی جاتے (حالانکہ یہ نہیں جیسا کہ آگے وضاحت آرہی ہے) تو صرف جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کی نفی ہے نہ کہ سرّی نمازوں میں۔

جیسا کہ مُصنّف مذکور بھی اس حدیث کا ترجمہ لکھتے ہوتے اس جُملہ "فانتھی النّاس" کا بالکل صحیح معنیٰ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"آپؐ کے اس ارشاد کے بعد جن نمازوں میں آپ جہر سے قرأت کرتے تھے، لوگوں نے آپ کے پیچھے قرأت بالکل چھوڑ دی"

لہٰذا معلوم ہُوا کہ حنفیہ کو اس حدیث اور خصوصاً "فانتھی النّاس" کے جملہ سے کوئی فائدہ نہ پہنچا۔

یہ میدانِ علم ہے، اس کی بے پناہ اور لامحدود وسعتوں میں کامل زادِ راہ رکھنے والے ہی منزلِ مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔ بے سروسامان بھلا کبھی بچ کر نکل سکتے ہیں؟ یہ (قرآن و سُنّت) بحرِ بے کراں ہے۔ اس کی اتھاہ گہرائیوں میں اہلِ دیدہ و دل ہی غواصی کر کے بیش قیمت جواہرات حاصل کر سکتے ہیں۔ دلِ زنگ آلود اور آنکھوں پر تعصب کی پٹیاں نہ ہوں تو آیئے، قرآن و حدیث کے اس بحرِ عمیق میں غوطہ لگائیے سب کچھ عیاں ہو کر سامنے آجائے گا۔ بشرطیکہ غیر سے ہٹ کر دل دین و درِ مصطفٰےؐ کی محبّت و مودّت سے معمور ہو۔ اسی میں دو جہاں کی سعادتیں ہیں ؎

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسؔ فیوضِ درِ مصطفےٰ کا کیا کہنا
بشر کو جو بھی سعادت ملی یہیں سے ملی

(۲) امام ابوداؤدؒ کا فیصلہ

جس قول "فانتہی الناس" سے حنفیہ قرأت فاتحہ خلف الامام کے خلاف استدلال لیتے ہیں وہ حدیث کا جملہ نہیں بلکہ راوی کا اپنا کلام ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

قال ابوداؤد سمعت محمد بن یحیٰی ابن فاس قال قولہ فانتہی الناس من کلام الزہری۔ (ابوداؤد)	ابوداؤد کہتے ہیں۔ مَیں نے محمد بن یحیٰی فاس سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ "فانتہی الناس" (اس حدیث کے راوی) امام ابن شہاب زہری کا اپنا کلام ہے جو حدیث میں مدرج ہے۔

(۳) امام بخاریؒ کا فیصلہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "جزء القرأۃ" میں یُوں لکھتے ہیں:۔

"قال وقولہ فانتہی الناس من کلام الزہری" (انتہی)

یعنی قول مذکور (حدیث میں سے نہیں) امام زہریؒ کا اپنا قول ہے۔

(۴) امام عسقلانیؒ کا فرمان

جناب حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "خطیب بغدادیؒ، امام بخاریؒ، ابوداؤدؒ، امام یعقوبؒ بن سفیان، امام ذہلی اور علامہ خطابیؒ یہ سب ائمہ اسی طرح لکھتے ہیں۔

"ھو مدرج من کلام الزہری"

عون المعبود (ملخصاً) کذا ذکر فی نیل الاوطار۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) علامہ بیہقیؒ کا فیصلہ

امام بیہقی علیہ الرحمۃ مذکورہ قول کے بارہ میں واضح الفاظ میں لکھتے ہیں :۔

"قولہ فانتھی الناس من کلام الزھری"۔ یعنی متذکرہ جملہ امام زہریؒ کا اپنا کلام ہے نہ حدیث کا حصہ۔ (کتاب المعرفۃ للبیہقی)

(۶) امام مالکؒ سے وضاحت

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔ اسی لیے امام ربیعہؒ نے امام زہریؒ سے کہا "اِذَا حَدَّثْتَ فَبَیِّنْ كَلَامَكَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" انتہی) "جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کیا کرو تو وضاحت سے بتا دیا کرو کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور یہ میرا کلام ہے۔

نوٹ :۔ اس تفصیل سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ مذکورہ جملہ "فانتھی الناس" حدیث کا حصہ نہیں لھذا اس سے یہ استدلال کرنا کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ بعید از فہم و فراست ہے۔ فتفکر

منازعہ کی صورت۔ ایک حقیقت

مذکورہ حدیث میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مالی انازع القرآن" کیا بات ہے میرے ساتھ قرأت میں منازعہ یعنی چھینا جھپٹی کیوں ہو رہی ہے؟

اب دیکھنا یہ ہے کہ منازعہ کی صورت کیا ہے؟

منازعہ کا معنیٰ

جیسا کہ بیان ہوا چھینا جھپٹی ہے۔ اور (۲) حدیث میں امام کی قرأت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلل کو چھینا جھپٹی اور منازعہ کہا گیا ہے۔ یہ خلل اُسی صورت ہو سکتا ہے جب مقتدی امام کے پیچھے جہر سے پڑھے جیسا کہ خود حدیثِ مذکور حقیقتِ حال کی کشّاف ہے۔

اس کے برعکس مقتدی کے سرّاً (دبے آواز) پڑھنے سے امام کی قراءت میں قطعاً کوئی خلل واقع نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا فانتہی الناس کو متذکرہ حدیث کا جزء مان لینا بھی فاتحہ خلف الامام پڑھنے کے منافی نہ ہو گا اور اس جملہ کا معنی یوں ہو گا کہ لوگ حضور علیہ السّلام کے پیچھے جہر قرأت کرنے سے رک گئے۔

سُننِ بیہقیؒ سے وضاحت فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی تائید اور مذکورہ حدیث کی مزید وضاحت بیہقیؒ سے ملاحظہ ہو۔ اس میں حضرت عبادہ والی گذشتہ حدیث میں فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا حکم صراحۃً موجود ہے۔

قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب خلف الامام۔	یعنی رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔
(بیہقی، صـ۴۷)	(بیہقی صـ۴۷)

دارقطنیؒ سے وضاحت دارقطنی میں مسئلہ منازعہ والی حدیث کی وضاحت خود اس حدیث میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیان فرما دی۔ چنانچہ آپؐ نے منازعہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:۔

؎ فلا یقرءنّ احد منکم شیئاً من القراٰن اذا جھرت بالقراءۃ الا بامّ القراٰن۔ رواہ	جب میں جہراً قرأت کروں تو تم میں سے کوئی بھی (میرے پیچھے) فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھے۔ (دارقطنی) دارقطنی فرماتے

؎ اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ فانتہی الناس عن القراءۃ کا معنی یہی ہے کہ ماذا دعلی الفاتحۃ سے رک گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدار قطنی وقال رجالہ کلھم ثقات ہیں اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔
کذا فی النیل۔ اسی طرح نیل الاوطار میں ہے۔
اور مشکوٰۃ باب القرأۃ فی الصلوٰۃ میں اس طرح ذکر ہے فلا تقرؤا وبشیءٍ
من القران اذا جھرت الا بأم القران۔

کیا صرف اپنی یا اپنے پیشوا کی بات ثابت کرنے کی خاطر ہادیٔ کل ختم الرسل سید الانبیاء، حبیب کبریا کے ان تمام فرامین اور توضیحات کو جھٹلایا اور رد کر دیا جائے گا؟ اور کیا یہ دیانت داری ہے؟

کس نے میرے چند تنکوں کو جلانے کے لیے
برق کی زد میں گلستاں کا گلستاں رکھ دیا

حنفیہ کی مضبوط فولادی دلیل

قرآن پاک میں ہے:۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (پ۹۔ سورہ اعراف)

ترجمہ:۔ جب قرآن پاک پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو، اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ۱۲ منہ

احناف کے نزدیک یہ آیت اُن کے مسلک کے ثبوت میں ناقابلِ تسخیر مضبوط قلعہ اور ناقابلِ شکست فولادی دیوار کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ اس میں قرآنِ پاک خاموشی سے سُننے کا حکم ہے۔ لہٰذا خلف الامام سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ لیکن

یہ ناقابلِ تسخیر مضبوط قلعہ اور ناقابلِ شکست فولادی دیوار تارِ عنکبوت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی زیادہ ناپائیدار ہے اور اس آیت سے احناف کا مسلک قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔

تفسیر رازی ملاحظہ ہو یہ سورہ اعراف کی آیت ہے اور سورۂ اعراف سورۂ بنی اسرائیل سے پیشتر نازل ہوئی ہے جس میں معراج کا ذکر ہے۔ اور سُورہ بنی اسرائیل سورۂ اعراف سے کافی عرصہ بعد نازل ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا قطعاً درست نہیں کہ یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الآیہ نماز کے بارہ میں ہے۔ کذا ذُکر فی الاتقان۔

آیت کا سیاق و سباق مذکورہ آیت کا سیاق و سباق یہ بتاتا ہے کہ یہ آیت کفّار سے متعلق ہے نہ کہ مسلمانوں کے حق میں۔ کیونکہ مذکورہ آیت سے پہلی آیت "وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰیَةٍ۔ الآیہ میں ذکر ہے، "اے پیغمبرؐ جب تو اُن کے پاس کوئی نشانی نہیں لاتا تو (کفار) کہتے ہیں تو خود ہی کیوں نہیں چھانٹ لاتا۔ کہہ دیجیے "اے پیغمبرؐ میں خدا کی وحی کا پابند ہوں"۔ یہ (قرآن) بصیرت کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور اہلِ ایمان کے لیے باعثِ ہدایت و رحمت ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آگے فرمایا "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ" جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا کر اور خاموش ہو کر سنو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

لھٰذا صاف صاف واضح ہو گیا کہ یہ آیت اہلِ کفر کے حق میں ہے۔ اگر اس کو نماز کے حکم میں مانا جائے تو اس آیت کی پہلی آیت سے مناسبت نہیں رہتی۔ اور یہ قرآنِ حکیم کی فصاحت کے شایانِ شان نہیں۔

مزید وضاحت اس حقیقت کی مزید وضاحت اور اس کی تائید اس سے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے کہ کافر اپنے ساتھیوں کو کہا کرتے تھے :-

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ یعنی مت سنو اس قرآن کو اور شور و غل

وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ (پ۲۴) مچاؤ تاکہ تم غالب آجاؤ۔

ابن کثیرؒ میں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کافروں کو اس بات کا جواب دیتے

ہوئے فرمایا :-

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا جب قرآنِ پاک پڑھا جائے تو کان لگاکر

لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ پ۹ خاموش ہو کر سنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

لہٰذا شانِ نزول اور سیاق و سباق سے معلوم ہو گیا کہ یہ نماز کے بارہ میں نہیں

پس اس سے سورہ فاتحہ خلف الامام کے منع پر استدلال و احتجاج نادرست ٹھہرا۔

آیت و اذا قرئ القرآن اور ترک فاتحہ

اگر اس آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کو نماز کے حق میں مان لیا جائے تو اس میں یہ بات تو کہیں نہیں

کہ اس آیت کو دیکھتے ہی فاتحہ خلف الامام پڑھنی ترک کر دو۔ یہاں سے تو حد سے

حد اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ امام جہری قرأت کر رہا ہو تو اس کے پیچھے جہراً

نہ پڑھو بلکہ اس کی قرأت سنو۔ کیونکہ جہراً پڑھنا وجہ منازعت[1] ہے جس سے منع کر

دیا ہے اور خلف الامام سراً (آہستہ) پڑھنے سے قطعاً ممانعت نہیں۔ کیونکہ آہستہ

پڑھنے سے منازعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں تو اس مسئلہ کی خوب وضاحت فرما دی۔ فرمایا :-

---

[1] منازعہ کی تفسیر گزر چکی ہے۔ ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ " یعنی اپنے پروردگار کا ذکر کر (ذکر سے مراد قرآن ہے، بدلیل "اِنْ هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ) اپنے نفس میں یعنی آہستہ[1] پڑھ، اور حدیث " اِقْرَءْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ اس کی تائید کرتی ہے۔

علامہ طاہر حنفیؒ اور لفظ اَنْصِتُوْا

مذکورہ آیت میں وَاَنْصِتُوْا کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں "خاموش رہو" یہ لفظ احناف کے لیے وجہِ استدلال ہے۔ یاد رہے اس کا معنی نہ پڑھنا نہیں۔

سُنیئے! علامہ طاہر حنفی مجمع البحار میں اِنْصَات کا معنی "سکوت" کرتے ہیں اور "سکوت" بمعنی عدم الجہر (یعنی آہستہ پڑھنا) کرتے ہیں۔ اور اس معنی کی دلیل میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس میں ایک شخص نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! "ما تقول بین اسکاتك" الخ یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد الحمد پڑھنے سے پیشتر جب آپؐ چپ ہوتے ہیں کیا پڑھتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا "اللّٰهم باعِدْ بَیْنِی وبین خطایای (ثنا وغیرہ) پڑھتا ہوں۔ (مجمع البحار، ج ۲ - ص ۱۲۵)

معلوم ہُوا، اِنْصَات (چُپ رہنا) جہر کے منافی ہے۔ آہستہ پڑھنے کے منافی نہیں۔

اگر حدیثِ مصطفوی من کو نہیں بھاتی تو اپنے بزرگوں کو تو مانیے، اُن کا تو ساتھ دیجیے۔ جنہوں نے یہ باتیں حدیثِ مصطفےٰ کے حق میں لکھی ہیں۔

نہ مانیں تو آپ کی مرضی، ہم نے فریضۂ بلاغ ادا کر دیا۔

---

[1] فی نفسک کا معنی آہستہ پڑھنا ہے جیسے بالوضاحت پیچھے گذر چکا ہے۔ ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینہ ما روئے شما عکس پذیر است
گر تو نہ نمائی گناہ از جانب ما نیست

ہم کہیں گے تو شکایت ہو گی

خود اپنے اصول کی دھجیاں بکھیر دیں تو حق بجانب ہیجیے اور کوئی بات تسلیم نہیں تو اپنے اصول کو ہی اپنا لیجئے ، اور فاتحہ خلف الامام کے خلاف "واذا قرئ القرآن" آیت ناقابلِ شکست فولادی دیوار (بزعم خود) کے مانند دلیل کی خیر منا لیجئے۔

تجھے اے بلبلِ رنگیں نوا سوجھی ہے گانے کی
مگر مجھ کو پڑی ہے فکر تیرے آشیانے کی

لیجئے اصولِ فقہ

آپ کے اصول کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ مذکورہ آیت سورہ فاتحہ خلف الامام کی ممنوعیت میں قطعاً پیش نہیں کی جا سکتی۔ اصولِ فقہ کی نہایت بلند پایہ کتاب نور الانوار ہے۔ (واذا قرئ القرآن) میں قرآن پاک خاموشی سے سننے کا حکم ہے) اور دوسری جگہ (فاقرؤا ما تیسر من القرآن) کی بنا پر پڑھنے کا حکم ہے۔ ان ہر دو آیات میں تعارض ہے اور اصول ہے کہ تعارض کے وقت آیات ساقط عن الاحتجاج ہو جاتی ہیں۔ اور اسی طرح اصول کی دوسری معتبر کتاب "تلویح باب المعارضہ والترجیح" میں بیان کیا گیا ہے۔

لھٰذا آپکے اصول سے ثابت ہو گیا کہ یہ آیت فاتحہ خلف الامام کے خلاف قطعی طور پر ناقابلِ استدلال اور ناقابل احتجاج ہے۔ فلینظر من لہ الحظ من العلم۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاللعجب بڑا تعجب خیز، نیز افسوسناک منظر ہے کہ اپنے اصول و ضوابط کی مخالفت کرتے ہوئے کمال ہٹ دھرمی سے یہ رٹ لگائی جاتی ہے کہ یہ آیت فاتحہ خلف الامام کے خلاف نہایت قوی دلیل ہے۔

حالانکہ مذکورہ توضیحات کی بنا پر یہ آیت بالکل ان کا مدعا ثابت نہیں کرتی بلکہ لطف کی بات یہ ہے کہ خود احناف کا عمل اس کے برعکس ہے۔

(۱) مثلاً فجر کی نماز ہو رہی ہو اور امام قرأت کر رہا ہو تو صف کے پیچھے سنتیں پڑھنا حنفیوں کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) امام قرأت کر رہا ہو تو بعد میں آنے والا مقتدی عند الحنفیہ دعاء ثناء پڑھ کر شامل ہو۔

(۳) یا کم از کم تکبیر تحریمہ ہی کہہ کر مل جانا احناف کے نزدیک ضرور جائز ہے۔

کیا ان صورتوں میں مذکورہ آیت کی مخالفت نہیں ہوتی؟ یقیناً

ع این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

ایک طرف قرآن و حدیث کی ضیا پاشیاں ہیں، ہر سو نورِ خدا کے جلوے ہیں۔ تاریکیاں چھٹ گئیں اور کائناتِ ارض و سما میں اجالا ہو چکا۔

دوسری طرف یہ عالم ہے کہ وہ اس نور کو چھوڑ کر شبِ تار کی تاریکیوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں

خوش بخت تو وہ لوگ ہیں جن کے قلوب و افکار قرآن و سنت کی شمع فروزاں سے روشن و منور ہو گئے۔ اور ان کی شام بھی رشکِ سحر بن گئی ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کی شام بھی رشکِ سحر سنتے ہیں
ہماری صبح بھی صورت طرازِ شام ہوتی
ترے گھر میں اب تک شبِ تار ہے
زمانے میں کب کی سحر ہو گئی

ناانصافی کی انتہا: نہایت حیرت و استعجاب کا مقام ہے کہ محدثین کی جماعت اور علمائے اہلحدیث کہیں کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھو، کیونکہ خلف الامام پڑھنا مذکورہ آیت کے منافی نہیں (بدلائل مذکورہ) تو فوراً کہا جاتا ہے کہ اس آیت کی رو سے امام کے پیچھے پڑھنا کسی طرح بھی درست نہیں۔ حالانکہ ان کی اپنی کتابوں میں موجود ہے کہ آہستہ پڑھنا "وَاِذَا قُرِئَ القرآن" کے منافی نہیں۔ کیا یہ انصاف ہے؟

علامہ عینی حنفی کا ارشاد: علامہ موصوف اس آیت کا ذکر کرتے ہوئے "رمز الحقائق" میں یوں رقمطراز ہیں:۔

لٰكِنْ اذا قرء الخطيب يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط يُصَلِّي السامع ويسلّم في نفسه سرًّا اينمارًا۔ انتهٰى

فرماتے ہیں جب خطیب یہ آیت یا ایّھا الذین آمنوا صلوا علیہ الخ، دوران خطبہ پڑھے (اس میں اہلِ ایمان کو حضور علیہ السّلام پر درود و سلام پڑھنے کا حکم ہے) تو سننے والے کو چاہیے کہ وہ آہستہ آہستہ درود و سلام پڑھے (کیونکہ آہستہ پڑھنا واذا قرئ القرآن کے منافی نہیں۔

البنایہ میں تو علامہ عینی مزید توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "جب خطیب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دورانِ خطبہ وہ آیت پڑھے جس میں درود وسلام پڑھنے کا حکم ہے، تو اس کا منشا یہ ہے کہ درُود وسلام پڑھو۔ اور دوسری طرف آیت "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ" میں حکم ہے نہ پڑھو۔ (امام مجاہدؒ کہتے ہیں وَاذا قرئ القراٰن خطبہ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور احناف کے نزدیک خطبہ سننا واجب ہے) اب اگر درُود وسلام نہیں پڑھتے تو پہلی آیت کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور اگر درُود وسلام پڑھتے ہیں تو "وَاذا قرئ القرآن" کی مخالفت ہوتی ہے، لہٰذا وہ اس کا حل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"قلت اذا صلّٰی فی نفسہٖ وانصت وسکت یکون اتیاً بموجب الامرین" (انتہیٰ)

یعنی سامع کو چاہیے کہ وہ (دورانِ خطبہ) آہستہ آہستہ درُود وسلام پڑھ لے۔ اس طرح ہر دو آیات کا مقتضیٰ پُورا ہو جائے گا۔

اور اسی طرح ہدایہ اور کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ذکر ہے اور علامہ ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر میں بھی یُوں ہی لکھا ہے۔

نتیجہ پس یہاں فاتحہ خلف الامام کے بارہ میں ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ جس طرح دورانِ خطبہ آہستہ درود وسلام پڑھنے سے قرآن کی آیت "وَاذا قرئ القرآن" کی مخالفت نہیں ہوتی بعینہٖ اسی طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے بموجب امام کے پیچھے آہستہ سورۂ فاتحہ پڑھنے سے کلامِ الٰہی کی مخالفت لازم نہیں آتی۔ فتذکّر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفیؒ کا فیصلہ

مولانا موصوف اس مذکورہ آیت کا ذکر کرتے ہوئے نہایت منصفانہ فیصلہ فرماتے ہیں کہ:

الانصاف الذی یقبلہ من لایمیل الی الاعتساف ان الآیۃ المذکورۃ التی استدل بہا اصحابنا علیٰ مذہبہم لاتدل علیٰ جواز القراءۃ فی السریۃ ولاعدم جواز القراءۃ فی حال الجہریۃ عند السکتۃ وقال الاستدلال بہا علیٰ وجوب الانصات مطلقًا سریۃ کانت اوجہریۃ فی حال السکتۃ وفی حال القراءۃ غیرتام الّا بتاویلات رکیکۃ لایقبلہا ذوالفہم التام۔ (انتہی امام الکلام)

وہ شخص جس کی طبیعت ظلم وتعدّی اور بے انصافی کی طرف مائل نہیں ہے وہ اس منصفانہ فیصلہ کو ضرور قبول کرے گا کہ جس آیت مذکورہ (واذا قرئ القرآن) کو ہمارے ساتھی اپنے مذہب کی قوی دلیل بنائے بیٹھے ہیں۔ وہ آیت قطعًا اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ سرّی نماز یا جہری قرأت والی نماز میں سکتوں کی حالت میں (خلف الامام سورہ فاتحہ) نہ پڑھی جائے اور اس آیت سے مطلقًا سرّی یا جہری نمازوں میں (خلف الامام) قرأت کے وقفوں میں یا حالتِ قرأت میں (سورۃ فاتحہ) نہ پڑھنے کا استدلال ناقص ہے۔ ہاں اس آیت سے عدم قرأت کا استدلال کرنے میں رکیک قسم کی تاویلات کرنی پڑیں گی۔ جو کسی بھی باشعور اور صاحبِ فہمِ تام شخص کے لیے ناقابلِ قبول ہوں گی (امام الکلام) ۱۲ منہ

امید ہے مندرجہ بالا حضرت العلّام مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی مرحومؒ کے منصفانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ سے قلبی سکون حاصل ہوگا۔

فَاعْتَبِرُوْا یَاُولِی الْاَبْصَارِ!

اَحناف کی دلیل

اَحناف کی طرف سے ایک یہ بھی دلیل پیش کی جاتی ہے کہ حدیث میں آیا ہے "وَاذا قرء فانصتوا" یعنی جب امام پڑھے تم چپ رہو۔

جواب:۔ جیسا کہ اس سے پیشتر بالتفصیل ذکر ہو چکا ہے اَنْصِتُوْا بمعنی عدم الجہر ہے جو آہستہ پڑھنے کے منافی نہیں۔ نیز امید واثق ہے کہ آیت مذکور کی تشریح و تفسیر میں اَنْصِتُوْا کا مفہوم و معنی خوب سمجھ میں آگیا ہوگا۔ اور کیوں نہ آتے: قرآن و حدیث کے علاوہ اپنے بزرگوں اور اکابرین کی اپنی کتابوں کے نوا قوال زرّیں یہ بتا رہے ہیں کہ آہستہ پڑھنے سے اَنْصِتُوْا کی مخالفت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ہدایہ، کفایہ، نبایہ، فتح القدیر، رمز الحقائق اور امام الکلام مولانا عبدالحی لکھنوی حنفیؒ کی توضیحات سے ظاہر ہو چکا ہے اگر کچھ کمی ہو تو دوبارہ دیکھیے ؎

میں اُن کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات اُن کی
میں ان کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات اُن کی

جواب (۲)

اَنْصِتُوْا کا معنی کلیتہً خاموشی لینے کی صورت میں مذکورہ دلائل ذہن نشین رکھتے ہوئے یہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت العلّام امام المحدّثین جناب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ولو صحّ لکان یحتمل سوی   یعنی اگر یہ جملہ فانصتوا صحیح ہے (کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاتحة ... الخ (جزء القراءة للبخاری) بہت سے محدثین حفاظ نے اس جملہ کو غیر محفوظ لکھا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ امام کے پیچھے ماسوا سورۃ فاتحہ کے قرأت نہ کرے۔

حافظ ابن حجرؒ عسقلانی کا ارشاد

اسی طرح جناب حافظ ابن حجرؒ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں (چونکہ فاتحہ پڑھے بغیر چارہ نہیں خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد) لہٰذا فَاَنْصِتُوْا کا معنیٰ یہ ہے۔ فینصت فیما عدا الفاتحة (فتح الباری) یعنی امام کے پیچھے فاتحہ کے علاوہ باقی قرأت میں انصات کرے۔

ایک قاعدہ چونکہ اَنْصِتُوْا کا حکم عام ہے جو فاتحہ وغیر فاتحہ سب کو شامل ہے۔ اس کے برعکس حضرت عُبادہ بنؓ صامت حضرت انسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث (لاصلوٰة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب) خاص ہیں اور عام محمول علی الخاص ہوگا چنانچہ اِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا " کا معنیٰ یہ ہوگا " امام کے پیچھے ماسوا فاتحہ کے خاموش رہو۔ کما صرح به الائمه المذکورون۔

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا ارشاد حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں اس مسئلہ کا حل یوں فرماتے ہیں :-

وان کان ماموما وجب علیه الانصات و الاستماع فان جهر

اور یہ بات صحیح ہے کہ اگر نماز پڑھنے والا مقتدی ہے تو اس پر انصات اور استماع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الامام لم یقرء الا عند الاسکاتۃ" واجب ہے پس اگر امام جہراً قراءت کر رہا ہو تو مقتدی سکتوں (امام کی قرأت کے وقفوں میں امام کے پیچھے (فاتحہ) پڑھے۔

(حجۃ اللہ البالغہ: ج ۲)

اَحناف کی دلیل

حنفیہ فاتحہ کے خلاف ایک یہ حدیث دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

من کان لہٗ امام فقراءۃ الامام لہٗ قراءۃ۔ (انتھی)

جس شخص کا امام ہو تو امام کی قراءت اُس کی قراءت ہے۔

جواب:۔

اِس حدیث سے عدمِ قراءت فاتحہ خلف الامام پر استدلال کرنا بعید از علم و عرفان ہے۔

علم کے بحرِ ذخّار العلّامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

مشھور عن جابر ولہٗ طرق عن جماعۃ من الصحابۃ وکلھا معلولۃ۔ انتھی (التلخیص)

یعنی یہ حدیث جابر کی مشہور ہے اور اس کی کئی سندیں ہیں لیکن تمام کی تمام معلول ہیں۔

اور اسی طرح علّامہ مذکور فتح الباری میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وعللہ الدارقطنی۔ انتھی۔ یعنی اس حدیث کو امام دارقطنیؒ نے بھی معلول لکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

اس حدیث کی ایک سند جس کا راوی جابر جعفی ہے اس کے بارہ میں حضرت الامام کا ارشاد ملاحظہ ہو:۔

ما رأیت اکذب من جابر الجعفی۔ انتہی۔

یعنی میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں دیکھا۔

(انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ)

ہر سند کے اعتبار سے اس حدیث کی معلولیت کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت انسؓ تمام امام کے پیچھے فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔

فلینظر من لہ البصارۃ والبصیرۃ

علامہ عبدالحیؒ حنفیؒ کا بیان

اب آیئے مولانا عبدالحیؒ حنفی کا فرمان پُر از علم وہ فرمان سُنیئے اور لُطف اٹھایئے۔

لم یرد فی حدیث مرفوع صحیح النھی عن القراءۃ خلف الامام وکل ما ذکروہ مرفوعاً، فیہ اِمّا لا اصل لہ واما لا یصحّ

(التعلیق الممجد حاشیہ موطا امام محمد)

یعنی کسی مرفوع صحیح حدیث میں مقتدی کے لیے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی ممانعت وارد نہیں ہوئی اور علمائے احناف جتنی مرفوع احادیث پیش کرتے ہیں۔ یا تو ان کا کوئی اصل نہیں یا صحیح نہیں۔

نوٹ:۔ اس سے زیادہ اور کیا وضاحت چاہیے؟ علامہ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان سے تو اس قسم کی تمام روایات کی قلعی کھل چکی ہے اور تمام دلائل موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہِ ہدایت واضح ہو چکی ہے۔ انوارِ قرآن و سُنّت برقِ جہاں کی طرح دنیا کو روشن و منوّر کر رہے ہیں۔ اب کمی ہے تو صرف اتنی کہ زنگ آلود قلوب و افکار کو صیقل کرنے کے لیے گلے کو تمام ہٹوں سے آزاد کر کے آنکھوں سے عصبیّت کے پردے چاک کرتے ہوئے درِ مصطفیٰؐ پر تشریف لائیے اور شمعِ رسالت کے انوار و تجلّیات سے فیض یاب ہو کر خدائے ذو المنن کی رضا اور خوشنودی حاصل کیجیے!

ے سبزہ بھی، کلی بھی، غنچے بھی، موسم بھی، گھٹا بھی، جام بھی ہے
ایسے میں تم اے کاش آجاؤ ایسے میں تمہارا کام بھی ہے

وگرنہ درِ مصطفیٰؐ سے کنارہ کشی اور صراطِ مستقیم سے بے اعتنائی میں دو جہان کی حرماں نصیبی اور سراسر ہلاکتیں ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے:۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (القرآن)

سو ڈرتے رہنا چاہیے جو مخالفت کرتے ہیں اس (پیغمبر) کے حکم کی کہ کہیں آ پہنچے ان کو کوئی فتنہ یا عذاب دردناک۔

اندکے از فتاویٰ ابن تیمیہؒ

فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ پر دلائل دیئے جا چکے ہیں اور ان کا اچھی طرح تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔ چنداں ضرورت تو نہ تھی کہ اس مسئلہ پر فتاویٰ ابن تیمیہؒ سے کچھ ذکر کیا جاتا کیونکہ ان باتوں کی خوب توضیح ہو چکی ہے لیکن چونکہ حنفیہ اس کو بھی اپنے مسلک کی تائید کے طور پر پیش کرتے رہتے ہیں اس لیے اسے الگ ذکر کیا جاتا ہے۔

چنانچہ فاضل مصنف "اسلام کا نظامِ اذکار" میں لکھتے ہیں: "حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے والے صرف چند آدمی نہیں بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہور سلف وخلف ہیں اور یہ نظریہ جمہور نے صرف قیاس و اجتہاد سے قائم نہیں کیا، بلکہ کتاب اللہ یعنی قرآن کریم سے لیا ہے اور پورے زور سے فرماتے ہیں کہ "قول الجمہور ھو الصحیح"۔۔ الخ جمہور کا قول ہی درست ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ۔ الآیۃ

نوٹ :۔ "فاضل مصنف" نے یہ پوری عبارت لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت العلّام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا یہ مسلک تھا کہ کلیتہً ومطلقاً فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا نادرست ہے۔

جواب :۔

یہ یاد رہے کہ جمہور سلف وخلف قراءۃ فاتحہ کی فرضیت کے قائل ہیں جیسا کہ آگے ذکر کیا جائے گا۔ نیز امام ابن تیمیہؒ کا قطعاً یہ مسلک نہیں کہ کلیتہً ومطلقاً امام کے پیچھے پڑھنا ٹھیک نہیں۔ یہ حق وصداقت پر پردہ پوشی کی ناکام ونامراد کوشش ہے۔

اگر اتنی زحمت اور گوارا فرمائی ہوتی کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی اس باب سے متعلق پوری تحریر دیکھ لیتے تو آپ پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا کہ شیخ الاسلام کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں اور آخر میں خصوصاً آپ کا فیصلہ ذرا ملاحظہ فرما لیتے تو آپ کو پتہ چل جاتا کہ امام ابن تیمیہؒ کا کیا مسلک ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ جہاں شیخ الاسلامؒ یہ ذکر فرماتے ہیں کہ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کی بنا پر امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھنا چاہیے، یہ مذہب جمہور کا اور برحق ہے وہاں ان کی منشا صرف یہ ہے کہ جب امام جہری قراءت کر رہا ہو، اس وقت اس کے پیچھے مقتدی نہ پڑھے، البتہ سری قرأت والی نماز میں امام کے پیچھے پڑھنے کے وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائل ہیں اور اسی کو اولیٰ کہتے ہیں۔ چنانچہ یہ بحث ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں :-

وقد تنازعوا اذا لم یسمع الامام لکون الصلوٰۃ صلوٰۃ مخافتہ او لبعد الماموم او طرشہ او نحو ذٰلک ھل الاولیٰ لہ ان یقرء او یسکت۔ (فتاویٰ ابن تیمیہؒ)	(مذکورہ آیت کی بنا پر امام کے جہراً قرأت کرتے وقت تو چپ رہا جائے گا) لیکن متنازعہ فیہ بات یہ ہے کہ سرّی نماز ہونے کی صورت میں جب امام مقتدیوں کو نہیں سناتا (یا نماز تو جہری ہے لیکن امام سے دُور ہونے کی وجہ سے

مقتدی کو سنتا نہیں، یا مقتدی کانوں سے بہرہ ہے تو ان تین صورتوں میں مقتدیوں کو امام کے پیچھے پڑھنا چاہیے یا نہ؟

چنانچہ آگے خود شیخ الاسلام فیصلہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

" والصحیح ان الاولیٰ لہ ان یقرء فی ھٰذہ المواضع لانہ لا یستمع قراءۃ یحصل لہ بہا مقصود القراءۃ واذا قرء لنفسہ حصل لہ اجر القراءۃ و الا بقی ساکتاً لا قارئاً ولا مستمعاً ومن سکت	صحیح بات یہی ہے کہ مذکورہ تینوں[1] صورتوں میں امام کے پیچھے پڑھے کیونکہ ان تینوں مواقع میں قرأت کے عدمِ استماع کی صورت میں مقصودِ قرأت حاصل نہ ہوگا اور جب خود امام کے پیچھے پڑھ لیگا تو اسے قرأت کا اجر مل جائے گا۔ ورنہ نماز میں یونہی کھڑا رہا۔

---

[1] یعنی ہر سرّی نماز میں امام کے پیچھے پڑھے اور جہری نماز میں امام سے دُور ہونیکی صورت میں یا بہرہ ہونیکی صورت میں امام کی قرأۃ نہیں سنتا تو بھی خلف الامام قراۃ کرے الغرض عدمِ استماع کی ان تینوں صورتوں میں مقتدی کیلئے پڑھنا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مستمعٍ ولا قاریٍ فی الصّلوۃ لم یکن ماموراً بذٰلک ولا محموداً بل جمیع افعال الصلوۃ لابُدّ فیہا من ذکر اللہ تعالیٰ کالقراءۃ او التسبیح والدعاء او الاستماع للذکر۔ انتہی

نہ خود قراءت کی نہ کچھ سُنا اور نماز میں یہ کیفیت مامور بہ نہیں اور نہ ہی یہ قابلِ ستائش فعل ہے۔ بلکہ تمام افعال صلوٰۃ میں اللہ کے ذکر مثلاً قراءۃ تسبیح، دُعا یا استماعِ ذکر کا ہونا لابدی امر ہے۔

(فتاویٰ ابن تیمیہؒ، ج ۲۲)

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

آپ نے حضرت الامام ابن تیمیہؒ کا فیصلہ ملاحظ فرمایا۔ اس ساری عبارت میں کہیں کوئی ایسا نکتہ نہیں جس سے احناف کا مسلک و مدعا (کیونکہ احناف ہر نماز میں کسی بھی صورت امام کے پیچھے عدمِ قرأت کا مذہب رکھتے ہیں) ثابت ہوتا ہو یا معمولی سی تائید ہو جاتی تو کم از کم "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کا مصداق ہو جاتے۔ یہاں تو تمام سہارے بھی ساتھ چھوڑتے نظر آ رہے ہیں ؎

چمک سکیں نہ شبِ غم میں جو وہ تارے کیا
جو ساتھ چھوڑ دیں طوفاں میں وہ سہارے کیا

بلکہ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس ساری عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے سرّی نمازیں تو امام کے پیچھے عدمِ قراءت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں تو مقتدی کے لیے خلف الامام پڑھنا لازم ہے۔

لُطف کی بات یہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ جہری نماز میں بھی اگر مقتدی کے لیے عدمِ استماع کی کوئی وجہ ہو جائے تو اس کے لیے خلف الامام قرأت کرنا لابدی امر ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہی ماموربہ اور قابلِ ستائش فعل ہے۔

مُغنی ابن قُدامہ پر ایک نظر

علاّمہ ابن قدامہ مشہور زمانہ ہیں اور مُغنی ایک کتاب ہے جو علاّمہ موصوف کی تصنیف ہے۔

فاضل مصنّف مذکور نے مغنی کے حوالہ سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا ارشاد نقل فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:-

"امام اونچی قرأت کر رہا ہو اور مقتدی امام کے پیچھے نہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی اور چند ائمہ کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے"

اس پُوری عبارت سے فاضل مصنّف کے حنفی مسلک کو کوئی تقویت نہیں ملتی۔ حضرت الامام کے اس ارشاد میں صرف اتنی بات ملتی ہے کہ امام جب جہراً قرأت کرے تو مقتدی خاموش رہے اور حنفیہ کا مذہب جیسے مذکور ہو چکا ہے (کہ نماز سرّی ہو یا جہری مقتدی کے لیے قرأت فاتحہ خلف الامام سے قطعاً ممانعت ہے) یہاں بھی وہی بات عرضِ خدمت ہے کہ آپ مغنی کا بنظرِ غائر مطالعہ فرماتے تو آپ اس کو اپنے مسلک کی تائید میں قطعاً ذکر نہ فرماتے۔

اگر آپ نے مغنی کا حوالہ دیا تھا تو علاّمہ ابنِ قدّامہ کا اپنا فیصلہ ساتھ ساتھ ذکر فرما دیتے۔ اس میں کیا قباحت تھی؟ مسئلہ کی وضاحت ہو جاتی۔ کیا یونہی ادھوری اور تراشیدہ عبارتیں پیش کرنا مقتضائے انصاف ہے؟ کیا صرف یہی مقصد پیش نظر ہے؟ اِدھر اُدھر سے چھوٹے موٹے ٹوٹکے اکٹھے کر کے اپنے مسلک کی تائید وحمایت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باندازِ غلط پیش کر دیئے جائیں اور سادہ لوح لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک دی جائے؟ کیا اسی کا نام مطلب برآری تو نہیں؟ بلکہ یہ چیز تو اس سے بھی آگے مقامِ ہوس تک پہنچ گئی ہے۔ شاید کسی نے درست کہا ہے؟

ہوس کی جس میں رنگینی نہ جھلکے
محبّت کی وہی سچّی نظر ہے

یاد رہے! اللہ کی پاک کتاب قرآن پاک اور ہادیٔ انام علیہ التحیّۃ والسّلام کی حدیث کے مقابلہ میں کسی کی بات بھی ناقابلِ احتجاج ہے۔

لیجئے! مغنی ابن قدامہ کی سیر کرنے سے پہلے حضرت الامام احمد بن حنبلؒ کا فاتحہ خلف الامام کے بارے میں مسلک ملاحظہ فرمالیجئے اور دیکھیے کیا آپ کے مسلک کی تائید ہے؟ یقیناً نہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل اور فاتحہ

فاتحہ کے بارہ میں حضرت الامام موصوفؒ کے دو قول مشہور ہیں:۔

قول (۱) پہلا قول یہ تھا کہ امام کے پیچھے جہری نمازوں میں قرأت نہیں کرنی چاہیے اور سرّی نمازوں میں مقتدی کو پڑھنا چاہیے جیسا کہ مذکورہ عبارت سے ظاہر ہے۔

قول (۲) یہ ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو مختار (پسندیدہ) فرمایا۔ ملاحظہ ہو (ترمذی)۔ امام احمد بن حنبلؒ کے فاتحہ کے بارہ میں مسلک کی وضاحت اگر علامہ عینی حنفیؒ کی زبانی کتاب عمدۃ القاری سے دیکھ لی جائے تو کسی شک وشبہے کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

نہایت پُرلطف

علامہ عینی حنفیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ امام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیچھے تمام نمازوں میں فاتحہ پڑھنے کو واجب قرار دیتے تھے۔ ملاحظہ ہو، عمدۃ القاری ج۳

"استدل بھٰذا الحدیث (ای حدیث عبادۃ) عبد اللہ بن المبارک والاوزاعی ومالک والشافعی و احمد واسحٰق وابو ثور وداؤد علی وجوب قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام فی جمیع الصلوٰت انتہیٰ (عمدۃ القاری)

یعنی علامہ موصوفؒ فرماتے ہیں کہ امام ابن مبارکؒ، امام اوزاعیؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام اسحٰقؒ، امام ابو ثورؒ، اور امام داؤدؒ۔ یہ تمام ائمہ کرام حضرت عُبادہ والی حدیث سے امام کے پیچھے تمام نمازوں میں خواہ سرّی ہوں یا جہری، مقتدی پر قرأت فاتحہ کے وجوب پر استدلال کرتے ہیں۔

علامہ عینی حنفیؒ کی اس تحریر کو غور سے پڑھیں۔ یہ تمام ائمہ کرام قرأت فاتحہ خلف الامام کے وجوب کے قائل ہیں اور ان میں ایک حضرت الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مُغنی اور فاتحہ

مغنی ابن قُدامہ سے سُورۂ فاتحہ کا مسئلہ بچشمِ بصیرت دیکھیے۔ اس مسئلہ پر خوب بحث و تمحیص کرنے کے بعد علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:-

"ویجب قرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ فی الصحیح من المذھب۔

یعنی صحیح مذہب یہی ہے کہ ہر رکعت میں فاتحہ واجب ہے۔

علامہ موصوف صحیح مذہب بیان فرمانے کے بعد مختلف ائمہ کا مسلک ذکر کرتے ہیں۔ ان میں سب سے پیشتر امام مذکور حضرت احمد بن حنبلؒ کا مسلک ذکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا۔ پھر امام ابوحنیفہؒ کا اور امام نوویؒ کا مذہب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ پہلی دو رکعت میں فاتحہ واجب ہے اور دوسری دو رکعت میں نہیں اور یہ دونوں حضرت علیؓ کی اس روایت "اِقْرَءْ فی الاُوْلَیَیْن وَسَبِّحْ فی الاُخْرَیَیْن" سے استدلال کرتے ہیں۔

لیکن علامہ ابن قدامہ نے ساتھ ہی تصریح فرما دی کہ اس حدیث (روایتِ علیؓ) کو حارث اعور نے بیان کیا ہے "قال الشعبی کان کذّابًا" اور امام شعبیؒ کہتے ہیں کہ وہ (حارث اعور) بڑا جھوٹا تھا۔ اور پھر ہے بھی یہ علی مرتضیٰ کا اپنا قول" لہٰذا احادیثِ صحیحہ مرفوعہ کے ہوتے ہوئے یہ ناقابلِ تسلیم واحتجاج ہے۔

فیصلہ علامہ موصوفؒ فیصلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں صحیح مذہب وہی ہے جو مذکور ہوا کہ ہر رکعت میں فاتحہ فرض ہے۔ کیونکہ ابوقتادہ کی روایت اس کی بہترین دلیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں لمبی قرأت کرتے سورۃ فاتحہ کے ساتھ اور کوئی سورۃ بھی پڑھتے۔ اور آخری دو رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے اور آنحضرت علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے "صَلُّوا کما رأیتمونی اُصلّی" جس طرح مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو اسی طرح نماز پڑھو" (بخاری مسلم)

آگے فرماتے ہیں اس صحیح مذہب کی دلیل میں اور بھی بہت سی احادیث ہیں حضرت ابوسعیدؓ ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔

لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب فی کل رکعۃٍ و	یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہ وعن عبادۃؓ قالا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرء بفاتحۃ الکتاب فی کل رکعۃ (رواھا اسمٰعیل بن سعید) (المغنی)	بغیر کوئی نماز نہیں اور حضرت ابو سعیدؓ اور عبادۃؓ دونوں بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

یہ دونوں احادیث اسماعیل بن سعیدؒ نے بیان کی ہیں۔ (مغنی) فتذکر

اور صاحبِ مغنی فاتحہ خلف الامام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جہری نماز میں امام کے سکتوں میں فاتحہ پڑھنا امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک حسن ہے صفحہ ۵۶۸ کذا ذکرہ فی صحیفہ ۵۶۵۔ اور فتاوی ابن تیمیہؒ کی طرح آگے ذکر فرماتے ہیں کہ امام سے دُور رہونے یا بہرہ ہونے یا کسی بنا پر) عدمِ استماع کی صورت میں امام کے پیچھے پڑھنا منصوص علیہ ہے۔

(نوٹ) اب ذرا ذہن پر زور دے کر غور فرمائیں کہ علامہ ابن قدامہؒ صاحب مغنی اور امام احمدؒ کا اس بارہ میں کیا مذہب ہے؟ کیا آپ کے من بھانے مسلک کو کوئی تقویت ملی؟ قطعاً نہیں بلکہ لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب فی کل رکعۃٍ اور اَمَرَنَا ان نقرء بفاتحۃ الکتاب فی کل رکعۃٍ۔ یہ دونوں احادیث محدّثین کے مذہب (قراءۃ فاتحہ کا ہر رکعت میں وجوب) کی آئینہ دار ہیں اور اس کے برعکس حضرت امام ابو حنیفہ کا مسلک (عدمِ وجوب الفاتحہ فی الأخریَین) اس سے پیشتر ذکر کر کے علامہ (ابن قدامہؒ) اس کو صحیح مذہب سے با دلائل خارج کر چکے ہیں۔ (فانظر مرارًا کی تحفظ)

اجماعِ صحابہؓ کا ڈھونگ

احناف کی معتبر کتابوں میں ایک فاش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطی لکھی ہوتی ہے کہ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے پر صحابہؓ کرام کا اجماع ہے۔ یعنی تمام صحابہؓ کا اتفاق ہے (کما ذکر فی الھدایہ و ذکرہ الحافظ فی تخریج الھدایہ۔

تنقید اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ بات کسی طرح بھی درست نہیں۔ کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فاتحہ خلف الامام کی روایت حضرت عمرؓ، ابی بن کعب، حذیفہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عُبادہؓ، ابو سعیدؓ اور بے شمار دوسرے صحابہؓ سے بیان کی ہے۔ (تخریج ہدایہ للعسقلانی) وھکذا ذکرہ ابن عبدالبرؒ۔

اور اس مسئلہ سے متعلق حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی کا فرمان آپ پڑھ چکے ہیں کہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے سے ممانعت کی کوئی صحیح مرفوع حدیث مروی نہیں اور اگر کوئی بیان کرتے بھی ہیں تو ان کا کوئی اصل نہیں یا صحیح نہیں (تعلیق الممجد)

امام ابنِ مبارک اور فاتحہ امام عبداللہ بن مبارکؒ، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں۔ وہ قرأت فاتحہ خلف الامام کے بارہ میں یُوں ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

انا اقرء خلف الامام والناس یقرءون الا قوم من الکوفیین۔ (ترمذی)	مَیں امام کے پیچھے پڑھتا ہوں اور لوگ بھی پڑھتے ہیں مگر کوفیوں کی ایک قوم امام کے پیچھے نہیں پڑھتی۔

امام بن مبارکؒ کے اس کلام سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے لوگ تابعین اور تبع تابعین قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے سب عامل تھے (یہ زمانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تابعین اور تبع تابعین کا تھا)

جمہور سلف و خلف یہ حقیقت واضح ہو چکی کہ جمہور سلف و خلف یہی مسلک رکھتے تھے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اور امام ابن مبارکؒ کے کلام اور سابقہ توضیحات سے واضح ہے اور علامہ نوویؒ شرح صحیح مسلم میں یوں رقمطراز ہیں۔

والصحیح الذی علیہ جمہور العلماء من السلف والخلف وجوب الفاتحۃ فی کل رکعۃٍ۔ (مسلم ج ۱، ص ۱۷۰)	یعنی صحیح مذہب وہی ہے جس پر جمہور علمائے سلف و خلف ہیں کہ (ہر نماز کی) ہر رکعت میں فاتحہ واجب ہے۔

امام المحدثین کا ارشاد امیر المومنین فی الحدیث العلامہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وقال الحسن وسعید بن جبیر و میمون بن مھران وما لا احصی من التابعین انہ یقرء خلف الامام وان جھر۔ انتھی جزء القراءۃ ص ۵	یعنی حسن بصریؒ، سعید بن جبیرؒ، میمون بن مہرانؒ بے شمار تابعین اور اہل علم یہ کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے اگرچہ امام جہراً قراءت کر رہا ہو

اور آگے اس مسئلہ کی حمایت میں ائمہ دین کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

www.KitaboSunnat.com

وکان سعید بن المسیّب

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعروة والشعبي وعبيد الله
بن عبد الله ونافع ابن جبير و
ابو المليح والقاسم بن محمد
وابو مجلز ومكحول ومالك بن
عون وسعيد بن ابي عروبة
يرون القراءة - انتهى

(جزء القراءة، ص۵)

یعنی تمام ائمہ دین قرأت فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے

العلامہ امام بخاریؒ کی اس تحریر (بے شمار تابعین، ائمہ دین اور اہلِ علم قرأت فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے) سے جمہور علمائے سلف و خلف کے مسلک کی پوری پوری وضاحت ہو گئی اور یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید العلامہ امام ابن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کی بات " والناس یقرؤن" کی بہترین تائید ہے۔

دلیل و حُجّت کیا ہے؟

ہر اہلِ ایمان کے لیے مشعلِ راہ اور دلیل و حجّت صرف دو ہی چیزیں ہیں۔ اللہ کی پاک کتاب قرآنِ حکیم اور پیغمبرِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث۔ قرآن و حدیث کے خلاف کسی بڑے سے بڑے کی بات بھی مردود و ناقابلِ تسلیم و حُجّت ہے۔

لہٰذا جان لینا چاہیے کہ قرأت فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ پر ہمارے تمام استدلال آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ہیں جنہیں تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں اور ساتھ ساتھ محدثین عظام کی توضیحات اور ائمہ کرام کی تصریحات ذکر کی گئی ہیں جن سے یہ بات آشکار ہو چکی ہے کہ جمہور علماءِ سلف و خلف کا مسلک یہی ہے اور یہی حق ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ے من آنچہ شرطِ بلاغ است باتو مے گویم
وتو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

لھٰذا اگر کوئی شخص قرآۃ فاتحہ خلف الامام کے خلاف ہے۔ خواہ کتنا ہی فاضل وقت علّامہ زماں کیوں نہ ہو، سیّدالانبیاء خاتم النبیّین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرامین کے مقابلہ میں اس کے اقوال وافعال کی خس وخاشاک کے برابر بھی وقعت نہیں۔

نیز یہ ایک مُسلّمہ حقیقت ہے کہ قرآن وسُنّت، بارانِ رحمت ہیں اور یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا کے تحت ان سے قلبِ سلیم والے ہی بہرہ ور اور فیض یاب ہو سکتے ہیں۔

ے باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در بوم خار وخس

نقل سے عقل تک

قرآن وحدیث کو ماخذ بنانے کی بجائے مسائل کو عقل ودانش، اور فہم وخرد کی کسوٹی پر پرکھنا جہلِ مرکّب سے کسی طرح بھی کم نہیں، اور یہ خدا اور رسُول سے خالص بیگانگی کا مظہر ہے۔ چنانچہ ذیل میں چند اعتراضات درج کیے جاتے ہیں جو اس سلسلہ کی کڑی ہیں۔

امام نمائندہ ہے؟ جب ایک وفد شاہی دربار میں جاتا ہے تو صرف نمائندہ کلام کرتا ہے۔ باقی سب لوگ احتراماً خاموش رہتے ہیں۔

اور چونکہ دربارِ خداوندی کا احترام ساری کائنات سے بڑھ کر ہے۔ لہٰذا امام کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرأت کے وقت اس کی نمائندگی میں سب کو خاموش رہنا چاہیے۔

جواب:۔

اللہ تعالیٰ کو دنیاوی بادشاہ سے اور دربار ایزدی کو ان درباروں سے تشبیہ دینا عقلاً و نقلاً کسی طرح درست نہیں۔کیونکہ اس دنیاوی شاہی دربار میں پورے وفد کی نمائندگی کرتا ہوا صرف ایک شخص اس لیے کلام کرتا ہے کہ یہ بادشاہ ہر ایک کی بات بیک وقت سُن نہیں سکتا۔اور اس کے برعکس اللہ عزّ وجل کی یہ شان ہے کہ وہ پوری کائناتِ ارض وسما میں ہر ایک کی باتیں بیک وقت سُنتا ہے۔حتیٰ کہ مناجاتیں اور دل کی باتیں بھی سُنتا اور جانتا ہے۔

لھٰذا اس قسم کی لغو اور غلط تشبیہات دے کر سادہ لوح مسلمانوں کو مسائلِ حقّہ (مثلاً فاتحہ خلف الامام وغیرہ) سے غافل رکھنا قطعاً دیانت داری کے خلاف ہے ؎

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیّاری ہے سلطانی بھی عیّاری

مرض الموت اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نماز

جناب رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم (فداہ ارواحنا وانفسنا) زندگی کے آخری لمحات میں مسجد میں تشریف لے گئے تو سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، چنانچہ آپؐ نے آکر امامت کرائی۔اور وہاں سے پڑھنا شروع کیا جہاں سے حضرت صدیق اکبرؓ نے چھوڑا۔لہٰذا قرأت فاتحہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری نہ ہوئی۔

جواب:۔

چونکہ اس واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم (فداہ روحی) کے فاتحہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں۔ لہٰذا کہا جائے گا کہ مذکورہ دلائل و شواھد (فاتحہ کے بغیر نماز نہیں) کی روشنی میں صاف مترشح ہوتا ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تکبیرِ تحریمہ کہنے کے بعد سراً (آہستہ) سُورۃ فاتحہ پڑھ کر جہراً وہاں سے پڑھنا شروع کیا جہاں حضرت ابوبکرؓ نے چھوڑا تھا۔ اگر آپ کا فہم وادراک اس بات کو قبول نہیں کرتا۔ تو پھر سے

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

لازم آتا ہے۔ جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے امام ہوتے ہُوئے سوۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ اور مذہبِ حنفیہ میں یہ بات مسلّم ہے کہ امام کے لیے فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے لہٰذا خود احناف اسی اعتراض کی زد میں ہیں جو اہلحدیث پر کرتے ہیں۔

الغرض:۔ تمام قرائن کی موجودگی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ پیغمبرِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فاتحہ پڑھی۔

امام کفیل ہے؟ حدیث میں آتا ہے " الامام ضامنٌ " امام کفیل ہے اور کفیل کے قرض ادا کرنے سے قرض ادا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا امام کی قرآت سے مقتدیوں کی قرآت ادا ہوگئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب :-

مندرجہ بالا بات کو تسلیم کر لینے کی صورت میں یہ لازم آئے گا کہ مثلاً دس آدمی دس دس روپے کے مقروض ہیں۔ ان میں سے ایک شخص سب کا کفیل ہو گیا تو اس کے اپنی اور باقی نو آدمیوں کی طرف سے صرف دس روپے ادا کرنے سے سب کا قرض ادا ہو جائے گا۔ اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ جب تک وہ اپنی اور سب کی طرف سے الگ الگ رقم ادا نہ کرے۔ قرض ادا نہیں ہو گا۔ لہذا یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ امام کی قرأت سے اس کی اپنی قرأت ادا ہو جاتے اور مقتدیوں کی قرأت بھی ادا ہو گئی۔

پس مقتدیوں کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا لازم ہے۔

"ضامن" کے معنی

حدیث کے لفظ "ضامن" کا معنی یہاں حفاظت اور رعایت کا ہے یعنی امام ارکان صلوٰۃ کی حفاظت کرتا ہوا ضعیف و ناتواں، بیمار اور بوڑھوں کی رعایت ملحوظ رکھے۔

رکوع کی رکعت اور حنفیہ کی غلط بیانی

یہ کہا جاتا ہے کہ رکوع کی رکعت شمار کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ رئیس المحدثین و فخر الائمہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام الجرح والتعدیل علامہ عسقلانیؒ اور علامہ امام بیہقیؒ اور بے شمار محدثین کرام رکوع کی رکعت تسلیم نہیں کرتے اور تسلیم بھی کیسے کریں۔ جب کہ نماز کے دو اہم رکن قیام اور سورہ فاتحہ متروک ہو جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوہریرہؓ کا فتویٰ

رکوع کی رکعت کے بارہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

من ادرك الامام فی الركوع	یعنی جو شخص امام کو رکوع کی حالت میں پائے
فلیرکع معه ولیعد الرکعه۔	وہ امام کے ساتھ رکوع کرے اور یہ
(بخاری)	رکعت لوٹائے۔

علم قرآن و حدیث کے بحرِ ذخار، علامہ اور زبردست فقیہ صحابی جناب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمانے کے بعد اُمید ہے۔ اطمینانِ قلب نصیب ہو گا۔ ؎

لہرائے عَلَم ملّتِ بیضا کے جہاں میں
معدوم انہوں نے کیے باطل کے شرارے

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا رجوع

آیئے! علامہ شعرانی حنفی کی زبان سے پُرلطف بات سُنیئے۔ فرماتے ہیں: حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ دونوں نے آخر میں قرأتِ فاتحہ خلف الامام کی مخالفت سے رجوع کر لیا اور وہ امام کے پیچھے پڑھنے کے قائل ہو گئے۔ ملاحظہ ہو:۔

لابی حنیفة ومحمدٍ قولان	یعنی حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے
احدهما عدم وجوبها علی الماموم	(فاتحہ کے بارہ میں) دو قول ہیں۔ اوّل
بل ولا تسنّ وهذا قولهما القدیم	یہ کہ مقتدی کے لیے سورہ فاتحہ پڑھنا
وادخله محمد فی تصانیفه القدیمة	واجب ہے نہ سُنّت اور ان دونوں
وانتشرت النسخ الی الاطراف و	ائمہ کا یہ قول قدیم ہے اور امام محمدؒ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانيهما استحسانها على سبيل الاحتياط وعدم كراهتها عنها لمخافة للحديث المرفوع "لا تفعلوا إلا بأم القرآن" قال عطاء كانوا يرون على المأموم القراءة فيما يجهر فيه الامام وفي ما يسر فرجعا من قولهما الاول الى الثاني احتياطاً انتهى غيث الغمام حاشية امام الكلام ص۱۵۶

اپنی تصانیف قدیمہ میں اسی قول کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے نسخے اطراف واکناف میں پھیل گئے، دوسرا قول یہ ہے کہ نماز میں مقتدی کے لیے سورہ فاتحہ پڑھنا مستحسن ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "نہ پڑھو تم مگر سورۂ فاتحہ" اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں جب جہر سے قرأت کروں تو تم کچھ نہ پڑھو مگر سورہ فاتحہ اور امام عطاء (امام ابوحنیفہؒ کے استاذ) نے کہا ہے کہ سب لوگ (یعنی صحابہ و تابعین) کہتے تھے کہ سری و جہری تمام نمازوں میں مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ دونوں نے (اپنے استاذ سے سن کر) اپنے پہلے قول سے دوسرے قول کی طرف رجوع کر لیا۔

امام عطاءؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے وہ استاذ ہیں جن کی شان اور مدح میں فرماتے ہیں:۔

"ما رأيت فيمن لقيت افضل من عطاء"

یعنی جن لوگوں سے میری ملاقات ہوئی ان میں حضرت عطاء سے افضل کسی کو نہیں پایا۔ (تخریج زیلعی)

کیسے پاکباز تھے وہ لوگ جو ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادات کے سامنے اپنی ہر بات کو ترک کرتے ہوئے سرِ تسلیم خم کر دیتے تھے۔ گویا محبوبِ کبریا کی اطاعت ان کا واحد مقصدِ حیات تھا اور ان کے قلوب و افکار کس قدر ساقیٔ کوثر کی محبت سے معمور تھے۔

اللہ اللہ یہ اُنہی کا تو فرمان ہے جو سچا عاشقِ رسول ہونے کی غمازی کرتا ہے "اذا صحّ الحدیث فھو مذھبی"۔ جبھی تو ان کے دامن اللہ کی بے پایاں رحمتوں اور برکتوں سے بھر گئے۔

~
یوں تو میخانے میں جو ہے مست ہے مدہوش ہے
آنکھ ساقی کی ملے جس سے وہی مے نوش ہے

پیشوا کے نقشِ قدم پر

عقل وخرد اور فہم وادراک کے تمام قویٰ مجتمع کرکے سوچیے۔ غیث الغمام کی اس عبارت سے واضح ہو گیا۔ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے قول سے رجوع کر لیا اور خلف الامام فاتحہ پڑھنے کے قائل ہو گئے۔

جن (امام ابوحنیفہ رح) کے لیے اس مسئلہ کے ثبوت میں (بقول مولانا عبدالحی حنفی ح) یہ سب تاویلاتِ رکیکہ کی جاتی ہیں وہ تو فرمانِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے پاسبانوں میں سے ہیں۔ اب آپ اپنے نظریات پر نظرِ ثانی فرمائیں۔ نظرِ ثانی کیا؟ فوراً اپنے پیشوا کے نقشِ قدم آکر حق پرستی وحق گوئی کا ثبوت مہیا فرمائیں ورنہ ~

جن کے لیے ہم سب سے چھوٹے سب کو ہم نے چھوڑ دیا
واہ رے ناکامی مقدر وہ بھی ہم سے چھوٹ گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احناف اور عصبیّت

قرآن و حدیث کی وضاحت، بڑے بڑے ائمہ محدثین کی تصریحات، خود حضرت الامام ابو حنیفہ کا رجوع،

جیّد علمائے حنفیہ کے حمایتِ حق میں واضح ارشادات و تحریرات کے ہوتے ہوئے اب بھی اگر تسلیم نہ فرمائیں تو انتہائی عصبیّت اور تنگ ظرفی کا مظاہرہ ہوگا اور یہ تعصب ہمارے لیے کوئی نئی چیز نہیں۔ کیونکہ یہ پرانی عادت چلی آرہی ہے کہ احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے مقابلہ میں دیدہ دانستہ شخصی اقوال و افعال اپنانا اہم سمجھا گیا۔ جیسے قاضی رکن الدین حنفی کا مشہور واقعہ ہے کہ ان کی کسی مسئلہ میں شاہ نظام الدین ولی (جن کا لقب سلطان الاولیاء ہے) سے گفتگو ہوگئی تو شاہ جی نے ایک حدیثِ رسولؐ پیش فرمائی۔ اس پر قاضی صاحب فرمانے لگے:۔

"ترا با حدیث چہ کار؟ قولے از ابو حنیفہ بیار۔"

(تاریخ فرشتہ فارسی)

"یعنی تجھ کو حدیث سے کیا کام؟ کوئی قول ابو حنیفہ کا لا۔"

حضرت نظام الدین ولی نے کہا "سبحان اللہ! میں صحیح حدیث مصطفوی پیش کرتا ہوں اور تم مجھ سے روایتِ ابو حنیفہؒ طلب کرتے ہو؟

(تاریخ فرشتہ اُردو، جلد ۲)

چنانچہ حضرت نظام الدین سلطان الاولیاء احادیث کے بارہ میں احناف کی اس قسم کی جسارت پر اپنی کتاب "نزہتہ الخواطر" میں یوں لکھتے ہیں:۔

انی عجبت الیوم من جراۃ الفقہاء وکیف انکروا الاحادیث	یعنی آج مجھے ان فقہ والوں کی جرأت اور جسارت پر بڑا تعجب ہوا کہ انہوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقالوا ان الروایۃ الفقھیۃ مقدم علیھا۔ (نزہۃ الخواطر طبع دکن) (ص ۱۲۵-۱۲۶)

کس انداز سے احادیث کو ٹھکرا دیا اور کہنے لگے فقہ کی روایات حدیث پر مقدم ہیں۔

یہاں ایک بات اور واضح کر دوں کہ خود حضرت سلطان الاولیاء نظام الدین ولیؒ بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔

"کان یجوز القراءۃ بالفاتحۃ خلف الامام فی الصلوٰۃ وکان یقرءبھا۔ وقال قد صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب۔ (نزہۃ الخواطر)

فرماتے ہیں۔ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند سے ثابت ہے جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں۔ (نزہتہ الخواطر)

آئیے! ہر قسم کی عصبیتوں کا دامن تار تار کر کے غیروں سے علاقے منقطع کرتے ہوئے سرکارِ مدینہ سے وابستگی پیدا کیجیے، اس میں دو جہان کی فلاح اور عزّت و آبرو ہے۔

؎ تو اپنے دل سے غیر کی اُلفت نہ کھو سکا
میں چاہوں غیر کو تو یہ مجھ سے نہ ہو سکا

فاتحہ خلف الامام اور صحابہؓ کرام کا فتویٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ سچے محب جو آپ کی حرکات و سکنات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اداؤں کی سرِ مُو بھی خلاف ورزی کرنا تو در کنار اپنے آپ کو قولاً و فعلاً خلافِ پیغمبر کے تصوّر سے بھی بالا رکھتے تھے اور جن کے قلوب و افکار کی گہرائیوں میں محبتِ رسول ؐ رچی بسی ہوتی تھی۔ جن کو مصاحبت اور معیّتِ رسوؐل کا شرف حاصل ہُوا۔ جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دربارِ نبوّت میں رُخِ اقدس کو دیکھتے ہوئے کیف و سرور میں گزرتا تھا اور جو لوگ انوار و تجلّیاتِ رسالت سے براہِ راست فیض یاب ہوتے۔ اب آپ مسئلۂ مذکورہ (فاتحہ خلف الامام) کے بارہ میں اُن پاک باز لوگوں کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

ایک شخص نے علامۂ زمان فقیہِ کامل حضرت ابو ہُریرہ سے پُوچھا :۔

"انا نکون وراء الامام"

یعنی آپ فرماتے ہیں کہ بغیر فاتحہ نماز نہیں ہوتی تو ہم امام کے پیچھے کیا کریں؟

جواب :۔

تو جناب ابو ہریرہؓ نے فرمایا :۔

"فقال اقرء بھا فی نفسک"

یعنی امام کے پیچھے آہستہ آہستہ پڑھ (صحیح مسلم)

حضرت انسؓ کا فتویٰ

عن ثابت عنہ قال کان یامرنا بالقراءۃ خلف الامام۔ الخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ثابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔

(کتاب القراءۃ بیہقی)

حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ کا فتوے

عن عطاء عنہ اقراء خلف الامام جهرا ولم يجهر۔ (البیهقی)

وفی روایۃ لہٗ قال لاتدع فاتحۃ الکتاب جهر الامام اولم یجهر۔ (البیهقی)

وقال ابن جریج سمعت ابن عباس یقول اقرء خلف الامام بفاتحۃ الکتاب۔ (اخرجه البیهقی وقال هٰذا سند صحیح لاغبار علیه)

(ترجمہ) یعنی حضرت عطاء اور ابن جُرَیج کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"امام کے پیچھے قراءت فاتحہ نہ ترک کر۔ اور فرمایا خلف الامام ضرور پڑھو۔ خواہ امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سرّی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں، یہ سند صحیح ہے۔ اس پر ذرا غبار تک نہیں"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابُوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

عن ابی نضرة قال سألتُ ابا سعید الخدری رضی اللہ عنه عن القراءة خلف الامام فقال اقرء بفاتحة الکتاب واسناده حسن وقد اعترف به صاحب اثار السنن - اخرجه البیہقی -

(ترجمہ) ابونضرہؓ کہتے ہیں، میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے پڑھنے کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے فرمایا سُورہ فاتحہ پڑھا کر۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

قال لا تزکوا صلوٰة مسلمٍ الّا بطھورٍ ورکوعٍ و فاتحة الکتاب ورَاءَ الامام وغیر الامام - (اخرجه البیہقی فی کتاب القراءة) -

"یعنی حضرت عمران بن حُصَین فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کی نماز درست نہیں جب تک وضو، رکوع اور سجود نہ ہو اور جب تک سورۃ فاتحہ نہ پڑھے خواہ امام کے پیچھے ہو یا منفرد۔

نوٹ:۔

پانچ جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فتاویٰ آپ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے ہیں۔ جو بعینہٖ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ ارشاداتِ عالیہ کا نچوڑ اور خلاصہ ہیں۔ نیز تابعین، تبع تابعین، محدثین کا عمل اور منصف مزاج علمائے احناف کی تحریریں اور ان کے فیصلے حقیقتِ حال کی کشافی کر رہے ہیں کہ سورہ فاتحہ نماز کا اہم رکن ہے۔ اس کے بغیر کوئی نماز نہیں۔ امام ہو یا مقتدی یا منفرد اور نماز خواہ سری ہو یا جہری، عید کی ہو یا جنازہ کی۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں کو کتاب و سنت کے سانچے میں ڈھالنے کی توفیق عطا فرماتے۔ اور دین و دنیا کے ہر کام میں سچا متبع سنت بنائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

المفتقر الی رحمۃ ربّ الجلیل

ابو الفضل حافظ محمد اسماعیل، مولوی فاضل حافظ آبادی

خطیب جامع اہلحدیث

پل ایک، سیالکوٹ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہارِ تشکر

مختصر کتاب "الکلمۃ الکافیہ" کی طباعت واشاعت کے سلسلہ میں جملہ معاونین حضرات کا تہ دل سے ممنون ہوں جن کی مساعی سے یہ کتاب دوسری دفعہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آئی ہے۔ بالخصوص الحاج ملک محمد بشیر صاحب صدر مجلس التبلیغ رجسٹرڈ، الحاج عبداللطیف صاحب صراف سرپرست، ٹھیکیدار غلام صاحب فتح گڑھ، ملک محمد اسحاق صاحب، اعجاز احمد صاحب ملک اور میاں نورالدین صاحب کا ذکر نہایت بجا ہوگا جن کے پُرخلوص تعاون وتحریک سے بفضل اللہ وعونہ یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

دُعا ہے کہ خدائے بزرگ وبرتر ان حضرات کو اپنی برکات ونوازشات سے سرفراز فرمائے۔

—— نیز اس سلسلہ میں جناب مولانا محمد سُلیمان صاحب انصاری مُعاون مدیر ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے کتابت وطباعت کے سلسلہ میں آخری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحلہ تک نہ صرف راہنمائی کی بلکہ پوری دلچسپی اور انہماک سے اس کام میں سرگرم رہے۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

نیازکیش

حافظ محمد اسماعیل اسد عفی عنہ

خطیب جامع اہلحدیث

پُل ایک سیالکوٹ

13646

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُصنّف "الکلمۃ الکافیہ"

کی

رفعُ الیدین کے اثبات میں

ایک تصنیف

جلاءُ العینین

فی

اثباتِ رفعُ الیدین

زیرِ طبع ہے جو جلد ہی منظرِ عام پر آجائے گی۔ انشاء اللہ العزیز

مجلس التبلیغ رجسٹرڈ جامع اہلحدیث پل ایک سیالکوٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکلمۃ الکافیۃ
فی
قرأۃ سورۃ الفاتحۃ

طبع اوّل ——— ۱۹۶۷ء ——— ۱۰۰۰
طبع دوم ——— ۱۹۸۱ء ——— ۱۱۰۰
طابع وناشر: ——— مجلس التبلیغ رجسٹرڈ۔ جامع اہلحدیث
پل ایک سیالکوٹ
مطبع: ——— طبع فی المطبعۃ العربیۃ
۳۰۔ ایبک روڈ، بالمقابل قرشی چیمبرز، پرانی انارکلی، لاہور، پاکستان

ملنے کا پتہ

۱۔ حافظ محمد اسماعیل اسد خطیب جامع اہلحدیث پل ایک سیالکوٹ

۲۔ حاجی محمد بشیر صاحب سیٹھی صدر مجلس التبلیغ پل ایک

۳۔ مولانا حکیم محمد ابراہیم صاحب، ابراہیمی دواخانہ مین بازار حافظ آباد
ضلع گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مجلس تبلیغ (رجسٹرڈ) جامع مسجد اہلحدیث پل ایک سیالکوٹ

کے

اغراض و مقاصد

- مثبت انداز میں قرآن و سنت کی تبلیغ
- مساجد اہلحدیث کے ساتھ مواضعات میں مدارس کا قیام
- مسلک اہلحدیث سے روشناس کرانے کے لیے وعظ و ارشاد کے ساتھ ساتھ مختصر علمی اور تحقیقی کتابیں طبع کروا کے شائع کرنا۔